ماہنامہ

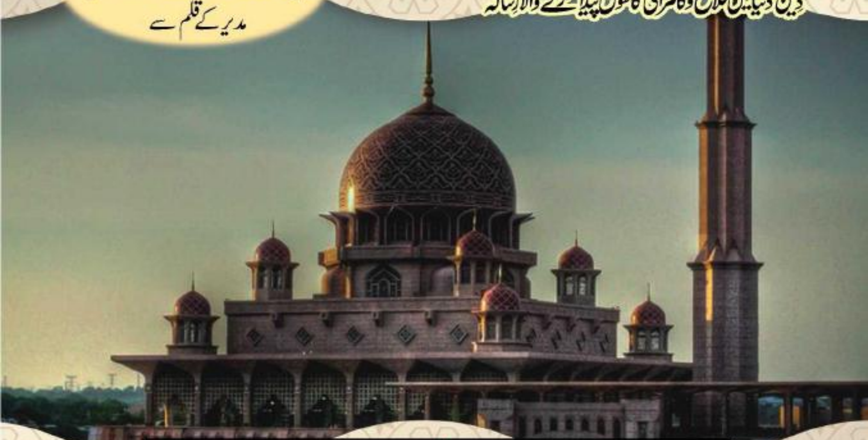
فلاحِ دارین

کراچی

دین و دنیا میں فلاح و کامرانی کا شوق پیدا کرنے والا رسالہ

خلاصہ مضامین قرآن
﴿سورۂ یوسف﴾
مفتی ثناء الرحمٰن مدظلہ

آوازِ فلاح
﴿پریشانیوں سے نکلنے کا راستہ﴾
مدیر کے قلم سے



بچوں کیلئے **گوشۂ اطفال** شاملِ اشاعت ہے

جلد: ۱۱ | رجب ۱۴۴۱ھ / مارچ 2020ء | شمارہ: ۳

صدقہ

بیماری اور پریشانی سے نجات کا ذریعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے مال کو زکوۃ کے ذریعے پاکیزہ کرو اور اپنے مریضوں کو صدقہ کے ساتھ شفاء بخشو اور مصیبت اور آزمائش کو دعا کے ذریعے ٹال دو (کنز العمال ۶/۵۶۰)

صدقہ کی تعریف

صدقہ ایسے عطیہ کو کہتے ہیں جو کسی کے ذمہ واجب نہ ہو بلکہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے احسان کے طور پر دیا جائے۔

آئیے ہم اپنی بیماریوں اور پریشانیوں کا علاج صدقے کے ذریعے کریں

صدقہ جاریہ کے بہترین مصارف

جمعہ کے مسنون اعمال، خلاصہ مضامین قرآن کریم اور دیگر کتب کی نشر و اشاعت میں حصہ ملا کر کثیر تعداد میں لوگوں تک دینی علم کا پہچانا

دارالافتاء اور لائبریری کیلئے کتب و دیگر اشیاء کی فراہمی

ایک بچے کے حفظ میں معاون بنیے
ماہانہ صرف =/1500

مدرسہ مفتاح العلوم کے ماہانہ اور تعمیری اخراجات میں حصہ ملا کر
ماہانہ خرچ: 300000
سالانہ خرچ: 3600000

مسجد کے ماہانہ اور تعمیری اخراجات میں حصہ ملا کر
ماہانہ خرچ: =/75000

برائے رابطہ

مدرسہ مفتاح العلوم

جامع مسجد اسلامیہ بطحہ ٹاؤن بلاک این نارتھ ناظم آباد کراچی 0334-3595001 0333-2173256

ماہنامہ فلاحِ دارین کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قد افلح من زکّٰها سورۃ الشمس آیت: ۹
ترجمہ: بلاشبہ وہ شخص فلاح پا گیا (کامیاب ہوا) جس نے اس نفس کو سنوارا۔

جلد: ۱۱ | شمارہ: ۳

رجب ۱۴۴۱ھ / مارچ 2020ء

مدیر اعلیٰ
مفتی محمد ثناء الرحمان
امام و خطیب جامع مسجد اسلامیہ

مدیر معاون
اویس احمد شیخ

مجلس ادارت
مفتی یوسف علی صفدر
مولانا فرحان صدیقی
مولانا نافع مدنی

بیاد
شہید اسلام حضرت مولانا
محمد یوسف صاحب لدھیانوی نور اللہ مرقدہ
و
ناصح الامت حضرت مولانا
حافظ ابرار الحق صاحب کلیانوی نور اللہ مرقدہ
خلیفہ مجاز
عارف باللہ حضرت ڈاکٹر
محمد عبدالحی صاحب عارفی نور اللہ مرقدہ

زیر سرپرستی
شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا
مفتی سعید احمد صاحب مدظلہ العالی
خلیفہ مجاز
حضرت مولانا
محمد یحییٰ صاحب مدنی نور اللہ مرقدہ

مقامِ اشاعت

جامع مسجد اسلامیہ و مدرسہ مفتاح العلوم

بطحٰی ٹاؤن، نارتھ ناظم آباد، بلاک N، بالمقابل کیفے پیالہ ہوٹل، کراچی

پبلشر محمد ثناء الرحمٰن نے دھوم پرنٹنگ پریس آئی آئی چندریگر روڈ سے چھپوا کر
جامع مسجد اسلامیہ، بطحٰہ ٹاؤن، نارتھ ناظم آباد، بلاک N سے شائع کیا۔

قیمت

شمارہ 30 روپے	سعودی عرب و عرب امارات وغیرہ 25 امریکی ڈالر
سالانہ 400 روپے	امریکہ و یورپ وغیرہ 45 امریکی ڈالر

اشتہارات کیلئے اور رسالہ موصول نہ ہونے کی صورت میں اس نمبر پر رابطہ کریں: 0334-3595001

فہرست

گوشۂ اطفال

کوئی حاجت ہو رکھتا ہوں تیری چوکھٹ پہ سَر اپنا

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اِلٰہی اپنی رحمت سے تو کردے باخبر اپنا
نہ انجم ہیں ہمارے اور نہ یہ شمس و قمر اپنا

سِوا تیرے نہیں ہے کوئی میرا سنگِ دَر اپنا
کوئی حاجت ہو رکھتا ہوں تری چوکھٹ پہ سَر اپنا

خداوند محبت ایسی دے دے اپنی رحمت سے
کرے اخترؔ فدا تجھ پر یہ دل اپنا جِگر اپنا

میں کب تک نفس دشمن کی غلامی سے رہوں رُسوا
تو کرلے ایسے ناکارہ کو پھر بارِ دگر اپنا

چھڑا کر غیر سے دل کو تو اپنا خاص کر ہم کو
تو فضل خاص کو ہم سب پہ یارب عام کر اپنا

بہ فیض مُرشد کامل تو کردے ہنس زاغون کو
کہ وقف خانقاہ شیخ ہے قلب و جگر اپنا

تغافل سے جو کی توبہ تو ان کی راہ میں اخترؔ
ہمہ تن مشغلہ ہے ذکر کا شام و سحر اپنا

زباں پہ محمد ﷺ کا نام آرہا ہے

مولانا ولی اللہ ولی قاسمی بستوی

محبت کا ہونٹوں پہ جام آرہا ہے
زباں پر محمدؐ کا نام آرہا ہے
خرد سے فزوں تر مقامِ نبی ہے
سرِ فرش رب کا سلام آرہا ہے
درِ سرور ہر دو عالم پہ یارو
خدا کا برابر پیام آرہا ہے
ضلالت کی تاریکیاں جاں بہ لب ہیں
ہدایت کا ماہِ تمام آرہا ہے
خدارا ادب سے دبے پاؤں چلئے
کہ دربارِ خیرالانام آرہا ہے
سرِ حشر ہوگا یہی شور ہر سُو
رسولوں کا دیکھو امام آرہا ہے
پریشان عناصر کو آگاہ کردو
کہ وحدت کا زرّیں نظام آرہا ہے
کہیں گے مجھے دیکھ کر اہل محشر
شہنشاہِ دیں کا غلام آرہا ہے
ولیؔ کاش جاؤں دیارِ نبی میں
خیال یہ جگر میں مدام آرہا ہے

آوازِ فلاح
مدیر کے قلم سے
پریشانیوں سے نکلنے کا راستہ

muftisanaurrahman@hotmail.com

دنیا کی عمر گھٹتی جارہی ہے اور وہ بڑی تیزی کے ساتھ قیامت کی طرف بڑھتی جارہی ہے۔ یوں لگتا ہے، اس دنیا کے اختتام کا وقت قریب آتا جارہا ہے اور حدیث نبوی ﷺ کے مصداق آپ ﷺ کے زمانہ اور قیامت کے وقوع میں دوانگلیوں کا مختصر فاصلہ اب ختم ہونے کو ہے۔ وہ تمام علامات جو خاتم الانبیاء آنحضرت ﷺ نے گاہے گاہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتائی تھیں، آہستہ آہستہ سبھی پوری ہونے کو ہیں۔ ایک طرف کفار مسلمانوں پر یوں تلے ہوئے ہیں جیسے بھوکا کھانے پر ٹوٹتا ہے تو دوسری جانب مسلمان ''وہن'' میں شدید مبتلا دکھائی دیتے ہیں۔ وہن جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ جب مسلمانوں پر کفار یوں یلغار کریں گے جیسے بھوکا کھانے پر ٹوٹتا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے وجہ بیان فرمائی کہ اس وقت مسلمانوں میں ''وہن'' غالب آجائے گا یعنی دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔

اپنے اردگرد نظر دوڑائیں تو کون ایسا ہے جو مسائل ومشکلات میں گھرا ہوا نہ ہو اور ان سے نکلنے کی نت نئی تدابیر بھی اختیار نہ کرتا ہو مگر یہ بات واضح ہے کہ جوں جوں نئی نئی تدابیر کی جاتی ہیں ویسے ویسے مسائل گھمبیر ہوتے چلے جاتے ہیں اور پریشانیاں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔

ایک مسئلہ حل نہیں ہو پاتا کہ دوسرا مسئلہ سر پر آن کھڑا ہوتا ہے۔ انفرادی زندگی میں اگر یہ معاملہ شدید ہے تو قوم کی اجتماعی حالت اس ضمن میں قبیح ترین۔ حد تو یہ ہے کہ امت مسلمہ عالمی سطح پر افتاد کا شکار ہے۔ جہاں دیکھو مسلمان ظلم وستم کی چکی میں پس رہا ہے اور در بدر ہے، پریشان حال ہے لیکن کوئی پرسان حال نہیں۔ وقت دعا تو بہت پہلے آچکا تھا، اب اس میں شدید آہ وزاری اور گڑگڑاہٹ کی گرمائش بھی ضروری ہوچکی ہے۔ امت کا کثیر طبقہ تو اب بھی اس شش وپنج میں ہے

کہ کیا کیا جائے اور کیا نہ کیا جائے مگر میرے حبیب نبی کریم حضرت محمد ﷺ نے چودہ سو سال پہلے اگر مرض کی پیش گوئی کی تھی تو اس کا علاج بھی تجویز کر دیا تھا۔

آپ ﷺ کی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ اس امت کے آخری طبقے کی اصلاح بھی اسی طریقہ سے ہوگی جس طریقے سے پہلے طبقے کو فلاح ملی۔ اس نبوی ہدایت کا سادہ سا مفہوم یہ ہے کہ ہم اپنے حالات و معاملات کو درست کرنے کے لئے مخلص ہیں تو ہمارے پاس واحد راستہ صرف اور صرف قرآنی تعلیمات اور نبوی اعمال کو اختیار کرنے میں ہے۔ اس کے سوا باقی تمام طریقے سراب ہیں، دھوکا اور فریب ہیں۔

انسان مشرق کا ہو یا مغرب کا، مرد ہو یا عورت، کسی بھی مذہب اور کسی بھی خاندان سے تعلق رکھتا ہو، اس کی زندگی میں سکون و راحت اور مسائل و مشکلات سے نجات کا واحد راستہ صرف ''تعلیمات اسلام'' ہیں۔ اسلام ہی میں سلامتی ہے، دنیا کی سلامتی بھی اور آخرت کی سلامتی بھی۔ اس لئے اگر ہم سلامتی، امن، سکون، راحت اور مشکل مسائل سے نکلنا چاہتے ہیں تو پھر تعلیمات اسلام کو اپنانا پڑے گا۔

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ الانعام کی آیت ۶۵ رمیں ''عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ'' کے تحت لکھا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ دنیا میں تمہارے بالا دست حکام یا ماتحت ملازموں کے ذریعہ تمہارے خلافِ مزاج، تکلیف دہ معاملات کا ظاہری عذاب تم پر مسلط کر کے درحقیقت تمہارا رُخ اپنی طرف پھیرنا چاہتے ہیں تا کہ تم ہوشیار ہو جاؤ اور اپنے اعمال کو درست کر کے آخرت کے عذابِ اکبر سے بچ جاؤ۔

اسی طرح حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر کے مطابق حکام کا ظلم و جور اوپر سے آنے والا عذاب ہے اور ماتحت ملازموں کی بے ایمانی، کام چوری، غداری، نیچے سے آنے والا عذاب ہے اور دونوں کا علاج ایک ہی ہے کہ سب اپنے اپنے اعمال کا جائزہ لیں اور نافرمانی اور بے راہ روی سے باز آجائیں تو قدرت خود ایسے حالات پیدا کر دے گی کہ یہ مصائب رفع ہونا شروع ہو جائیں گے ورنہ صرف مادی تدبیروں کے ذریعے اصلاح کی امید اپنے نفس کو دھوکہ دینے کے سوا کچھ نہیں جس کا تجربہ ہر وقت ہو رہا ہے۔

خلاصہ مضامینِ قرآنِ کریم



سورۂ یوسف

مفتی ثناء الرحمٰن

سورہ یوسف مکی سورت ہے اس میں ۱۲/رکوع اور ۱۱۱/آیات ہیں اس سورہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں سوائے حضرت یوسف علیہ السلام کے حالات اور ان کے نتائج کے اور کوئی مضمون بیان نہیں کیا گیا۔قرآن کریم میں صرف دو ہی سورتیں ہیں جو جن انبیاء کے نام سے منسوب ہیں پوری سورت میں صرف انہی کا قصہ موجود ہے ایک سورہ یوسف اور دوسری سورہ نوح۔اور قرآن کریم میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ سوائے اس سورت کے کہیں اور بیان نہیں کیا گیا۔جبکہ دوسرے انبیاء کے حالات اور واقعات متعدد مقامات اور مختلف پیراؤں میں ذکر کئے گئے ہیں جو پورے قرآن میں بکھرے ہوئے ہیں ان ٹکڑوں کو جوڑنے سے پورا واقعہ سمجھ میں آجاتا ہے۔ بلکہ عجیب لطف یہ ہے کہ دوران تلاوت جب کسی نبی کا قصہ آجائے تو اس حصے کو سمجھنے کیلئے پورے قصے کو پڑھنے کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ اسی حصہ میں ایسی جامعیت اور کاملیت ہوتی ہے کہ وہ تلاوت قرآن کرنے والے کو اسی جگہ اپنے سحر میں گرفتار رکھتی ہے۔اور اس قصے کے تمام فوائد اسی جگہ سے اس کو حاصل ہو جاتے ہیں۔علماء نے لکھا ہے کہ یہ بھی قرآن کریم کا معجزہ ہے کہ مخالفین نہ تو قرآن کریم کے مکرر قصوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی غیر مکرر قصوں کا۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ سورہ یوسف کا موضوع دراصل حضور ﷺ کے شاندار مستقبل کی طرف اشارہ ہے کیونکہ یہ سورت مکی دور کے آخری حصہ میں نازل ہوئی جب کہ حضور ﷺ کو کفار کی طرف سے سخت مزاحمت کا سامنا تھا، آپ ﷺ پریشان تھے مگر اللہ نے یہ سورت نازل فرما کر آپ ﷺ کی کامیابی اور مشرکین کی ناکامی کی پیشنگوئی فرما دی۔بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ دوسروں کی بات کر کے اپنوں کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اسی طرح یہاں بھی حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ بیان کر کے حضور ﷺ کے روشن مستقبل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جس طرح برادران یوسف ناکام ہوئے اسی طرح کفار مکہ بھی ذلیل وخوار ہوں گے اور اللہ تعالیٰ آپ کو بہت رفعت اور بلند مرتبہ عطا فرمائیں گے۔ چنانچہ جب اللہ نے آپ ﷺ کو مکہ کی فتح عطا فرمائی تو یہ ہی قریش مکہ نادم وشرمندہ

ہوئے اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”میں تم سے وہی بات کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی، جاؤ تم آزاد ہو تم پر کوئی الزام نہیں۔“

قرآن کریم نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے کو احسن القصص فرمایا ہے علماء فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں بہت سے حقائق اور عجائبات موجود ہیں مثلاً:۔☆ حاسد اور محسود کا انجام واضح ہوتا ہے۔☆ مالک اور مملوک کا معاملہ سمجھ میں آتا ہے☆ قید اور رہائی کا مسئلہ بھی اسمیں بیان کردیا گیا☆ قحط اور خوشحالی کا بھی تذکرہ کردیا گیا☆ گناہ اور معافی کا معاملہ بھی پیش آیا☆ جدائی اور ملاپ کے لمحات بھی اس واقعہ میں آئے۔☆ سفر اور حضر کی احتیاطی تدابیر بھی بتائی گئیں☆ اسی واقعہ میں عزت اور ذلت اور قضاء وقدر کے مسائل بھی سامنے آئے ہیں۔☆ اسی واقعہ سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ صبر تمام خوبیوں کی چابی ہے حدیث شریف میں حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر کی بڑی تعریف کی گئی ہے۔☆ معاملات کی اصلاح کیلئے مناسب تدابیر اختیار کرنا عقلمندی کی نشانی ہے۔☆ اللہ تعالیٰ کی توحید، ایمان، اور اخلاق پر بھی بحث کی گئی ہے اور انہیں انتہائی موثر انداز میں سمجھایا گیا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا مختصر قصہ

بعض روایت میں آتا ہے کہ کچھ یہودیوں نے آنحضرت ﷺ سے یہ سوال کروایا تھا کہ بنی اسرائیل کے لوگ جو فلسطین کے باشندے تھے مصر میں جاکر کیوں آباد ہوئے؟ ان لوگوں کا خیال تھا کہ آپ کے پاس چونکہ بنی اسرائیل کی تاریخ معلوم کرنے کوئی ذریعہ نہیں ہے اس لئے آپ ﷺ اس سوال کا جواب نہیں دے پائیں گے اور اس طرح آپ ﷺ کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کا موقعہ مل جائے گا کہ آپ ﷺ (معاذ اللہ) اللہ کے سچے نبی نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی زبان مبارک سے اس سورت کے ذریعے پوری تفصیل اور وضاحت کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ بیان کروادیا۔

بنی اسرائیل کے جدامجد حضرت یعقوب علیہ السلام تھے ان کا دوسرا نام ”اسرائیل“ تھا ان کے بارہ صاحبزادے تھے انہی کی نسل سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے بنے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں کے ساتھ فلسطین میں مقیم تھے حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی بنیامین یہ سب سے چھوٹے تھے اسلئے طبعی طور پر باپ کی محبت انکے ساتھ زیادہ تھی جس کی وجہ سے ان کے بقیہ بھائیوں نے سازش کر کے حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک کنویں میں پھینک دیا تھا جہاں سے ایک

قافلے نے انہیں نکال کر مصر کے ایک سردار (عزیز مصر) کے ہاتھ بیچ دیا تھا شروع میں وہ غلامی کی زندگی گزارتے رہے پھر اس عزیز مصر کی بیوی نے آپ سے گناہ کا ارادہ کیا جس کے انکار پر اُس نے آپ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالوادیا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ مصر کے بادشاہ نے ایک خواب دیکھا جس کی آپ نے صحیح تعبیر دے دی اور ساتھ ہی نقصان سے بچنے کی تدبیر بھی بتادی جس پر بادشاہ آپ پر مہربان ہوگیا اور آپ کو باعزت بری کر کے اپنا وزیرِ خزانہ مقرر کیا اور بعد میں حکومت کے سارے اختیارات انہی کو سونپ دیئے۔ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو بھی فلسطین سے مصر بلوالیا۔ اسطرح بنواسرائیل فلسطین سے مصر منتقل ہوگئے۔

بارہویں سپارے کے چند اہم فوائد

(۱) قرآن کریم کے نزول کی علّت یہ ہے کہ لوگ اللہ کی عبادت کریں اور مشرک استغفار اور توبہ کریں تاکہ دنیا وآخرت کی سعادت اور کمال حاصل کرسکیں۔

(۲) اہل معصیت کو اللہ کی مہلتوں سے دھوکے میں نہیں پڑنا چاہیئے اس لئے کہ پھر پکڑ اچانک آتی ہے اور ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا۔

(۳) مؤمن کا کمال یہ ہے کہ وہ صبر وشکر میں ڈھلا ہوا ہو کیونکہ اسی کا بدلہ مغفرت اور جنت ہے۔

(۴) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی یہ ذمہ داری نہیں کہ وہ لوگوں کو ہدایت دیں بلکہ ان کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ لوگوں کو کفر اور نافرمانی کے انجام سے ڈرائیں۔

(۵) جنت کے وارث اہل ایمان وطاعت ہیں اور جہنم کے وارث اہل کفر وظلم ہیں۔

(۶) دنیا میں عذاب کے نہ آنے کی وجہ یہ ہے کہ بدلے کی جگہ آخرت ہے دنیا نہیں۔

(۷) اولاد میں سے کسی ایک سے زیادہ محبت کا اظہار دوسروں میں عداوت کا باعث بنتا ہے۔

(۸) غم کا اظہار گناہ نہیں حدیث میں ہے ''اے ابراہیم! ہم تمہارے فراق میں غمزدہ ہیں۔''

(۹) کسی چیز میں کوئی حکمت نہیں مگر اللہ کے حکم سے اور حق وہی ہے جسے اللہ نے حق قرار دیا اور باطل وہ ہے جسے اللہ نے باطل قرار دیا۔

(۱۰) باپ کے لفظ کا استعمال دادا میں بھی ہوتا ہے اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک باپ ہے اپنے بعد والے کا۔

بدترین شخص

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا محمد اسجد قاسمی ندوی

تَجِدُ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِىْ يَأْتِىْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ.

ترجمہ: تم قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بدترین شخص اسے پاؤ گے جو دو منہ رکھتا ہو ایک جماعت کے پاس ایک منہ لے کر آتا ہو اور دوسری جماعت کے پاس دوسرا منہ لے کر جاتا ہو۔

تشریح:

حدیث میں بڑی عمدہ تعبیر استعمال کی گئی ہے اور ان لوگوں کو سخت تنبیہ کی گئی ہے جو فتنہ انگیزی کے لئے منافقوں کا رول پلے کرتے ہوں اور دورویہ ہوں یعنی ہر ایک کو خوش کرنے کی خاطر منہ دیکھی بات کرتے ہوں، بجائے حق کی ترجمانی کے وہ جہاں جس کے پاس بھی جاتے ہوں اس کی ہاں میں ہاں ملاتے رہیں اور ہر ایک کو یہ یقین دلاتے رہیں کہ وہ انہیں کے حامی اور مؤید ہیں، اسی ضمن میں وہ شخص بھی آجاتا ہے جو ریاکاری کرے، بڑے خشوع سے عبادت کرے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ بہت متقی ہے اور اس کا خوب اعزاز و اکرام کریں جبکہ اندر سے وہ ایسا نہ ہو۔

قرآن میں فرمایا گیا ہے:

يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَالَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ. (النساء: ۱۰۸)

ترجمہ: یہ لوگ (منافقین) لوگوں سے اپنی حرکات چھپا سکتے ہیں مگر خدا سے نہیں چھپا سکتے وہ تو اس وقت بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے جب یہ راتوں

کو چھپ کر اس کی مرضی کے خلاف مشورے کرتے ہیں۔

یہ لوگ بھی ''ذوالوجہین'' کی فہرست میں شامل ہیں، بہر حال یہ قیامت کے روز بارگاہِ الٰہی میں سب سے بدتر ہوں گے، اس لئے کہ وہ منافقوں جیسا عمل کررہے ہیں اور لوگوں کے درمیان فساد انگیزی کررہے ہیں، ان کا عمل سراسر نفاق، دھوکہ، جھوٹ، فراڈ، وفاداری کے نام پر راز لینا اور پھر بدنام کرنا ہی ہے اور حرام ہے، ہاں اگر ایک شخص دو مخالف جماعتوں میں یا زوجین میں میل ملاپ کرانے کے مقصد سے دونوں طرف جا کر ایک دوسرے کی طرف منسوب کر کے اچھی اور تعلقات مضبوط کرنے میں مددگار باتوں کا ذکر کرے تو ظاہر ہے کہ یہ نیک عمل ہے، اصلاح بین المسلمین بہت اچھا کام ہے، اصل اعتبار دل کے اعتبار کے جذبوں کا ہے، لیکن اگر مقصد برا ہے تو پھر بہت بڑا جرم ہے۔

ابوداؤد کی ایک حدیث بڑی باعث عبرت ہے:

مَنْ كَانَ لَهٗ وَجْهَانِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ.

جس کے دنیا میں دو منہ ہوں یعنی وہ منہ دیکھی بات کرتا ہو قیامت میں اس کے منہ میں آگ کی دوزبانیں ہوں گی، اللہ ہمیں محفوظ فرمائے۔

اقوالِ زریں

☆ غم سے روح میں توانائی آتی ہے۔

☆ آدمی کی عقل کی دلیل اس کا قول ہے۔

☆ دنیا کا عذاب یہ ہے کہ تمہارا دل مردہ ہو جائے۔

☆ انسان خود عظیم نہیں ہوتا، اس کا کردار عظیم ہوتا ہے۔

☆ عاقل کی دنیا طلبی جاہل کے ترک دنیا سے بہتر ہے۔

☆ نفس سے بڑھ کر دنیا میں منہ زور اور بدلگام کوئی جانور نہیں۔

☆ جسے خدا ذلیل کرنا چاہے وہ دولت کی تلاش میں لگ جاتا ہے۔

☆ ہم بیماری کے خوف سے پسندیدہ غذائیں چھوڑ دیتے ہیں لیکن عذابِ آخرت کے خوف سے گناہ نہیں چھوڑتے۔

ماہِ رجب کی فضیلت

اویس احمد شیخ

رجب، شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ کا شمار ''اشہر حرم'' میں کیا جاتا ہے۔ان مہینوں میں جنگ وجدال حرام قرار دیا گیا ہے۔ بعثت نبوی سے قبل عہد جاہلیت میں ان چار مہینوں کا بے حد احترام کیا جاتا تھا۔ اسلام نے ان مہینوں کی حرمت وعظمت کے تصور کو باقی رکھا اور ہر قسم کی انسانیت دشمن سرگرمیاں حرام قرار دے کر ان مہینوں کو امن کا گہوارہ بنانے کا حکم دیا۔قرآن عظیم الشان ان مہینوں کی حرمت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

انّ عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهراً فی کتاب الله یوم خلق السموات والارض منها اربعة حرم.

ترجمہ: مہینوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ ماہ ہے جو اللہ کی کتاب میں اسی دن سے درج ہے جبکہ اس نے زمین وآسمان کو پیدا کیا اوران بارہ مہینوں میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔

تاریخی حیثیت سے یہ مہینہ خاص اہمیت کا حامل ہے اور اسلامی مہینوں میں کئی اعتبار سے امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔مثلاً تحویل قبلہ کا واقعہ ماہِ رجب ہی میں پیش آیا ہے۔اس کے علاوہ اسلامی تاریخ کے اہم واقعہ معراج کا بھی اسی مہینہ میں پیش آنے کا بنسبت دیگر اسلامی مہینوں کے احتمال زیادہ ہے۔اس کے علاوہ نماز کی فرضیت بھی واقعہ معراج میں ہوئی ہے، اسی طرح غزوۂ تبوک بھی ماہِ رجب میں پیش آیا ہے۔ماہِ رجب ۲رھ میں حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح فرمایا، آپ علیہ السلام رجب کا چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھا کرتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اس کی تلقین فرمایا کرتے تھے چنانچہ دعا فرماتے:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ.

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان کے مہینے میں برکت عطا فرمادیجئے اور ہمیں رمضان نصیب فرمادیجئے۔

اس لئے اس پرفتن دور میں ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی اللہ کی طرف رجوع کریں، اس مہینے کی برکتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اللہ رب العزت کے سامنے اپنی پریشانیوں، تکلیفوں کو پیش کریں کہ پریشانیوں سے نکلنے کا راستہ اسی کے پاس ہے۔

جہنم کی آگ کی تپش کہیں زیادہ ہے

ابو الحسنات

حضرت اُمّ المومنین سیّدہ صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: ایک مرتبہ ہم فقیہہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مجلس میں تھیں کہ خواتین قریش کے مناقب وفضائل کا ذکر ہوا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے مقام ومرتبہ اور شرف وفضیلت کا اعتراف کیا اور فرمایا: قریش کی عورتیں بہت فضیلت والی ہیں مگر میں نے واللہ! انصار کی عورتوں سے بڑھ کر اللہ کی کتاب کی تصدیق کرنے والی اور اس کے احکام پر فوری عمل کرنے والی خواتین نہیں دیکھیں۔

سورۃ النور میں جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ. (النور)

ترجمہ: مؤمن خواتین اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈال لیا کریں۔

جیسے ہی کوئی انصاری صحابی اپنی بیوی، بیٹی، بہن یا رشتہ دار خواتین میں سے کسی کو جا کر یہ آیت سناتا تو سنتے ہی وہ خاتون اٹھتی اور اپنے اوپر ایک موٹی چادر اوڑھ لیتی، حالانکہ اس وقت انہیں گھر سے باہر نکلنے کی ضرورت درپیش نہ ہوتی۔ وہ صرف اللہ کی کتاب پر عمل کرنے کے لئے ایسا کرتیں۔

اللہ تعالیٰ مہاجرین وانصار کی نیک طینت خواتین پر رحم فرمائے، ان کا ایمان کس قدر پختہ تھا وہ حق کے نزول کے فوراً بعد کس خوبصورتی سے اس کے سامنے سر تسلیم خم کردینے والی عظیم شخصیات تھیں۔ آج کے دور میں بھی اللہ اور اس کے رسول پر سچا ایمان رکھنے والی ہر خاتون کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ ان اعلیٰ کردار والی مہاجرات اور انصاریات کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ویسا ہی ممتاز اسلامی لباس اختیار کریں جو انہیں عریانی، بے پردگی اور جسمانی نمائش جیسے عیوب سے بچا کر رکھے۔

فجر کے بعد یہ دعا مانگئے

ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ کی بارگاہ میں دردمندانہ شکستگی، درماندگی کی حالت میں نماز فجر ادا کیجیے۔ نماز پڑھنے کے بعد الحاوزاری کے ساتھ دعا مانگو کہ مجھے ایسے ہی ہاتھ باندھے کھڑے ہونے کی توفیق دیتے رہیے، میری برباد استعداد کو دوبارہ بحال کیجیے، توجہات رحم وکرم کا مورد بنایئے، خاندان برباد ہیں، تجارت گاہیں برباد ہیں، اسمبلیاں، تعلیم گاہیں سب برباد ہیں، ہر جگہ تیری نافرمانیاں ہیں، ''اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن ''ہم آپ کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے مدد چاہتے ہیں نماز کی برکت سے، اس جہنم کو گلزار ابراہیمی سے بدل دیجیے، ہم آپ کے آگے وسیلہ لاتے ہیں نبی کریم ﷺ کا، ان کی امت ہونے کی حیثیت سے آپ کی درگاہ میں دست بدعا ہیں کہ ہماری نمازیں قبول ہوں، دعائیں قبول ہوں، تشویش ہٹا دیجیے، آپ کے محبوب کے ان امتیوں کو آخری وقت میں آپ کی رحمت خاصہ کا انتظار ہے۔

یہ بات بھی یاد رکھو فجر کی نماز کے بعد جو جائے نماز پر بیٹھے بیٹھے اللہ کا ذکر کرتا رہا، تلاوت میں مصروف رہا تو یہ لوگ رحمانی وفود کہلاتے ہیں۔ یہی علامت ہے قبولیت کی، اہتمام کریں گناہ چھوڑنے کا جس طرح اہتمام کرتے ہیں نماز کا اس وقت تلاوت کلام کا بے حد ثواب ہے۔ اس وقت سو آیات پڑھنے والے کے لئے تمام دنیا کے ریت کے ذرات کے برابر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور قیامت کے دن یہ لوگ مشک کے مہکتے ہوئے ٹیلوں میں سیر کرتے ہوں گے جبکہ تمام خلائق حساب وکتاب دینے میں مصروف ہوگی۔

فجر کی نماز کے بعد ایک تسبیح ''لا الٰہ الا اللہ'' کی پڑھیں، اگر پوری نہ پڑھ سکیں تو تین دفعہ پڑھ لیں۔

① انشاء اللہ ضروری حاجات سے عاجز نہ ہوگا۔

② قیامت کی ہولنا کی سے بچے گا۔

③ اللہ تعالیٰ دن میں پانچ دفعہ نگاہِ محبت سے دیکھیں گے۔

ابو ابان

ہماری جیسی اور بھی زمینیں ہیں

کچھ مدت پہلے سائنس دانوں کو بھی یہ یقین نہیں تھا کہ ہماری زمین کی طرح اور زمینیں بھی ہیں لیکن قرآن مجید نے تقریباً ڈیڑھ ہزار سال پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ایسی اور بہت سی زمینیں ہیں۔

سورۂ طلاق کی آیت ۱۲ر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا۠

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور ویسی ہی زمین اور ان سب میں احکام نازل ہوتے رہتے ہیں تاکہ تم لوگ جان لو کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ کرسکتا ہے اور اس کا علم سب پر حاوی ہے۔

یہی لگن اس زمین والوں کو لگی ہوئی ہے کہ زہرہ اور مریخ وغیرہ کے مفصل حالات معلوم کریں اور کسی طرح ان میں جاسکیں۔ لہٰذا اس آیت کی رو سے کچھ حالات تو ایسے معلوم ہوں گے کہ جن سے لوگ اللہ کی قدرت کے قائل ہوجائیں گے اور یہ کیفیت تو سنی سنائی نہیں بلکہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے پر ہوسکتی ہے۔

آیت مذکورہ میں یہ الفاظ فرما کر کہ ''زمینوں میں سے یہ سات زمینیں'' ظاہر کردیا کہ اور بھی بہت سی زمینیں کائنات میں ہیں۔ ہماری زمین جیسی سات زمینیں یعنی ہمارے نظامِ شمسی کے سات سیارے جو ہماری زمین کے علاوہ ہیں اور ان کے لئے کسی حیرت انگیز طریقے سے فرمایا کہ تم زمین والے ان کے حالات سے واقف ہوجاؤ گے، وہ حالات ایسے عجیب وغریب ہوں گے کہ انسان اللہ کی قدرتوں کے قائل ہوجائیں گے۔ سبحان اللہ

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

سید یوسف علی

☆ حدیث میں ہے کہ یہ کلمہ جنت کے خزانوں اور درختوں میں سے ہے۔

☆ یہ کلمہ ۹۰ / بیماریوں کی دوا ہے جس میں سب سے ہلکی بیماری غم اور فکر ہے جس کو یہ کلمہ دور کرتا ہے۔

☆ تنبیہ الغافلین میں ہے کہ ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ'' پڑھنے والا گناہوں سے بالکل پاک وصاف ہوجاتا ہے، جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

☆ اس کا پڑھنے والا برائی کے ستر دروازوں سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

☆ فرشتوں کا نازل ہونا اور واپس جانا ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ'' سے ہے، جب تک کوئی فرشتہ ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ'' نہ پڑھے زمین پر نازل نہیں ہوسکتا اور زمین سے آسمان تک ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ'' پڑھے بغیر واپس لوٹ نہیں سکتا۔

☆ حدیث میں ہے کہ جس شخص پر اللہ تعالیٰ نعمتیں نازل فرمائے اور وہ شخص چاہتا ہے کہ وہ چیزیں اس سے کبھی نہ چھوٹیں تو اس کو چاہئے کہ کلمہ ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ'' کو کثرت سے پڑھا کرے۔

☆ جو کوئی بندہ ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ'' پڑھتا ہے اس کو جہنم کی آگ نہیں لگے گی۔

☆ جب فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے عرش اٹھانے کا حکم دیا تو اس کو اٹھا نہیں سکے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ'' پڑھنے کا حکم دیا تو ان کلمات کو کہتے ہی ان میں طاقت پیدا ہوئی اور عرشِ عظیم اٹھایا گیا۔

علماء پر طعن وتنقید کے نقصانات

حضرت مولانا عبدالستار صاحب مدظلہ

طبقۂ علماء کی عظمت واحترام اسلامی معاشرہ کی ایک بڑی ضرورت تھی اور چونکہ علماء کرام کے وجود سے ہی دین کا وجود ہے اور علماء کا محفوظ ومقبو ہونا دین کی حفاظت وقبولیت کا قوی سبب ہے۔ نیز علماء سے نسبت اور تعلق دین کے زندگی میں آنے کا ذریعہ ہے، ان پر طعن وتشنیع کرنا دین کے انہدام (گرانے) میں اہل باطل کی معاونت کرنا ہے، لہٰذا علماء کرام کے بارے میں حسن ظن کے پہلو کو ہمیسہ اجاگر رکھنے کی ضرورت ہے، اس لئے علیم وخبیر ذات نے اہل علم کی فضیلت قرآن مجید میں بتائی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہُ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ. (سورۃ الفاطر، ۲۸)

ترجمہ: اور خدا سے وہی بندے ڈرتے ہیں جو اس کی عظمت کا علم رکھتے ہیں۔

معلم اعظم ﷺ نے دین کے علم سے آراستہ لوگوں کو شرفِ امتیاز عطا کرتے ہوئے فرمایا ہے:

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ. (بخاری شریف، ج ۲، ص ۷۵۲)

ترجمہ: تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کریم سیکھے اور سکھائے۔

پیارے نبی ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلا ہوا ''خیر'' کا لفظ حضرات علماء کو بہت ہی بلند مرتبہ کی بشارت دے رہا ہے۔ چونکہ علماء کرام کے وجود سے ہی دین کا وجود ہے اور علماء کا محفوظ ومقبول ہونا دین کی حفاظت وقبولیت کا قوی سبب ہے۔ نیز علماء سے نسبت اور تعلق دین کے زندگی میں آنے کا ذریعہ ہے۔ ان پر طعن وتشنیع کے انہدام (گرانے میں، تباہ کرنے میں) اہل باطل کی معاونت کرتا ہے، لہٰذا علماء کرام کے بارے میں حسن ظن کے پہلو کو اجاگر رکھنے کی ضرورت ہے۔

جس نے اہل علم کو کمتر سمجھا اس نے اپنی آخرت برباد کردی

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص جس نے اہل علم کو خفیف وکمتر سمجھا تو

اس نے اپنی آخرت برباد کردی اور جس نے اہل حکومت کو حقیر جانا تو اس کی دنیا چلی گئی۔

آپ علیہ السلام نے علماء کی تعظیم نہ کرنے والے کو اپنی امت سے ہی نکال دیا

وہ شخص جو ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے، ہمارے بچوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے علماء کی قدر نہ کرے وہ ہماری امت میں سے نہیں ہے۔

علماء کو خفیف (ہلکا) سمجھنے والا منافق ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: تین شخص ایسے ہیں کہ انہیں خفیف سمجھنے والا منافق ہی ہوسکتا ہے نہ کہ مسلمان (وہ تین شخص یہ ہیں) ایک بوڑھا مسلمان، دوسرا عالم، تیسرا منصف حاکم۔

علماء کرام پر زبان درازی کرنا بدبختی کی علامت ہے

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی آدمی کے شریر اور بدبخت ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ خود تو صالح نہ ہو اور علماء کرام اور نیک لوگوں کے بارے میں زبان درازی کرتا ہو اور ان پر طعن و تشنیع کرتا ہو۔ علماء پر طعنہ زنی کرنے والے اپنا ہی نقصان کر رہے ہوتے ہیں، ان لوگوں کی یہ طعن و تشنیع اہل علم کو تو کوئی ضرر نہیں پہنچاتی، الٹا انہی کی عاقبت اس سے ضرور خراب ہو جاتی ہے۔

جیسے اللہ رب العزت کا ارشاد مبارک ہے:

بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَان.

ترجمہ: ایمان لانے کے بعد کسی کو برا نام ڈالنا (پکارنا) گناہ ہے۔

یعنی کسی کا برا نام پکارنے سے آدمی خود گنہگار ہو جاتا ہے کہ جس پر عیب لگا رہا تھا اس پر تو لگتا نہیں لیکن اس عیب جوئی کرنے والے کا نام بدتہذیب، فاسق اور گنہگار پڑ جاتا ہے۔ ایسے لوگ جو علماء کرام کے عیوب کی تلاش اور ان کی اشاعت میں انہماک رکھتے ہیں، وہ اللہ کی مخلوق میں سے شریر ترین مخلوق ہیں۔ یہ لوگ مخلوقِ خدا کو اہل علم سے بیزار کرنے کی سعی کرتے ہیں، زمین سے دین کو مٹانے کے لئے اپنی صلاحیتیں ضائع کر رہے ہیں بلکہ زمین پر فساد پھیلانے کا باعث بن رہے ہیں، ایسے فسادیوں کے متعلق اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْن

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ شریوں کے کام کو نہیں سنوارتا ہے۔

ان دونوں آیات سے یہ بات بھی بڑی وضاحت سے معلوم ہوجاتی ہے کہ ان لوگوں کی بدتہذیبی برے افعال، ان کی شرارتوں اور فساد کا نقصان انہی کو ہوتا ہے، وہ اپنی ہی آخرت برباد کرتے ہیں اور اہل علم کی عظمت اور حرمت میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

حاملین قرآن سے دشمنی کرنے والا اللہ سے دشمنی کرنے والا ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ عَادیٰ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ. (بخاری)

جس شخص نے میرے کسی دوست سے دشمنی اختیار کی تو بس میری طرف سے اسے اعلان جنگ ہے۔ تو جو شخص اللہ رب العزت کا جنگی ہدف بنے اس کی حفاظت اور بچاؤ کی کوئی صورت نہیں، اس لئے ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔

علماء کرام سے بغض رکھنے والا ہلاک ہونے والا ہے

آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے: عالم بنو یا طالب علم بنو یا علم کے سننے والے بنو یا علم اور علماء سے محبت رکھنے والے بنو اور پانچویں قسم میں داخل نہ ہونا ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے۔ حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پانچویں قسم سے مراد علماء کی دشمنی اور ان سے بغض رکھنا ہے۔

علماء کرام سے بغض رکھنے پر چار قسم کے عذابات

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "میری امت جب اپنے علماء سے بغض اور نفرت رکھنے لگے گی اور بازاروں کی عمارتوں کو بلند کرنے لگے گی اور مال و دولت کے ہونے پر نکاح کرنے لگے گی تو حق تعالیٰ شانہٗ چار قسم کے عذاب ان پر مسلط فرمادیں گے، قحط سالی ہوجائے گی، بادشاہ کی طرف سے مظالم ہونے لگیں گے، حکام خیانت کرنے لگیں گے اور دشمنوں کے پے در پے حملے ہوں گے۔ (حاکم)

آج کل ان عذابوں میں سے کون سا نہیں ہے جو امت پر مسلط نہیں ان کے یہ ہی تو اسباب ہیں جو ہم نے اختیار کر رکھے ہیں۔

اہل علم کی شان میں گستاخی کی سزا

چونکہ سزا عمل کی جنس سے ہوا کرتی ہے، اس لئے علماء کرام کے بارے میں طعنہ زنی کرنے والے اوران کا مذاق اڑانے والے اس بات کا انتظار کریں کہ ان کی سزا بھی اسی جنس کی ہوگی۔ جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: ’’بلا اور مصیبت گفتگو کے مطابق نازل ہوتی ہے اگر میں کسی کتے کا مذاق اڑاؤں تو اس بات کا خوف ہے کہ کہیں میں کتا نہ بنا دیا جاؤں۔‘‘

ہمیں یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ جو لوگ علماء کرام کی عیب جوئی اور غیبت کرنے میں لذت محسوس کرتے ہیں وہ برے انجام سے دوچار ہوجاتے ہیں، اس بات کی تاکید حافظ ابن عساکر کے اس قول سے ہوتی ہے: ’’علماء کرام کے گوشت (یعنی غیبت) نہایت زہریلے ہیں اوران کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی پردہ دری میں اللہ کی عادت سب کو معلوم ہے (کہ جو لوگ علماء کی اہانت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی پردہ دری فرماتے ہیں) جو شخص اپنی زبان کو علماء کے بارے میں عیب جوئی کے لئے کھلا چھوڑتا ہے تو اللہ رب العزت اس کی موت سے پہلے اس کے دل کو مردہ بنا دیتے ہیں۔‘‘

علماء کرام پر طعن و تشنیع جائز نہیں

علماء کرام کے بارے میں طعن و تشنیع کو کس طرح مباح قرار دیا جاسکتا ہے حالانکہ یہ لوگ انبیاء کے وارث ہیں اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے والے ہیں۔ ان کے اس کام کی عظمت کا اندازہ قرآن پاک کی اس آیت سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ.

ترجمہ: اور اس سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جو (لوگوں کو) اللہ کی طرف بلائے اور (خود بھی) نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

چونکہ علماء کرام کی سب سے بڑی ذمہ داری ’’دعوۃ الی اللّٰہ‘‘ (اللہ پاک کی جانب دعوت) کے عمل کو قرآن نے احسن قولا (بہترین اور بڑھیا بات) فرمایا ہے۔ تو ذرا سوچئے کہ اس قدر عظیم کام اور ذمہ داری کو سرانجام دینے والے افراد کو برا بھلا کہنا اوران کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا

کہاں سے جائز ہوسکتا ہے۔

علماء کی عیب جوئی الحاد کا سبب ہے

علماء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ الحاد کے تمام اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ علماء کرام کی عیب جوئی کی جائے، ان کے عیوب کو اچھالا جائے اور علماء کرام کے بارے میں طعن و تشنیع کی نحوستوں میں یہ بھی داخل ہے کہ اہل علم کی عیب جوئی رفتہ رفتہ دین وشریعت کے بارے میں بھی عیب جوئی میں ملوث کردیتی ہے یوں ایسا شخص ایمان کی دولت ہی سے محروم ہوجاتا ہے۔

علماء سے تعلق اور رابطہ آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے

انسان اس دنیا میں صرف دین ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے، حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ.

میں نے جن اور انسان صرف اپنی ہی عبادت کے لئے پیدا کئے ہیں۔

جب انسان کی پیدائش کی اصل غرض و غایت یہی ہے تو اس کے لئے جس چیز کی ضرورت ہوگی وہ سب سے زیادہ اہم اور ضروری ہوگی۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی عبادت اس دنیا میں آنے کا اصل مقصد ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے عبادت کرنے کا طریقہ آنا چاہئے اور یہ طریقہ سیکھنے کے لئے لازمی طور پر ایسے افراد سے رابطہ اور تعلق ضروری ہے جنہیں عبادت کے طریقے اور ان کے لوازمات کا نہ صرف مکمل علم ہو بلکہ وہ ان پر عمل پیرا بھی ہوں اور ایسے افراد صرف علماء ہی ہیں۔ لہٰذا اپنے تخلیقی مقصد کے حصول کے لئے علماء سے رابطہ اور تعلق انتہائی لازمی اور ضروری ہے تاکہ ان سے صحیح طور پر دین اور عبادت کے طریقے سیکھ کر اپنے دینی فرائض پورے کئے جاسکیں اور روز قیامت اللہ کے دربار میں حاضری کے وقت کامیابی کے امکانات روشن رکھے جاسکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ علماء پر مکمل اعتماد کیا جائے اور ان کی عزت اور احترام کا خیال ہر لمحہ ملحوظ رکھا جائے اور ان پر ہونے والی بے بنیاد طعن و تشنیع اور تنقید سے ان کا دفاع کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات پر قائم رہنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کچھ جنتی لوگوں کے اوصاف

ابن سید وارثی

❁ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ جنتی لوگ کون ہیں، ہر وہ شخص جو اپنی نظر میں اور لوگوں کی نظروں میں کمزور اور بے سہارا ہو۔ اگر وہ کسی معاملہ میں اللہ تعالیٰ پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو ضرور پورا کرے گا (اس کے بعد فرمایا) سنو کیا میں تمہیں نہ بتادوں کہ دوزخی کون ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو سرکش، منہ پھٹ اور مغرور ہوں۔ (بخاری و مسلم)

❁ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایسے لوگ جائیں گے جن کے دلوں کی کیفیت پرندوں کے دلوں سے بہت مشابہ ہوگی۔ (مسلم)

علماء نے وجہ تشبیہ رقت اور نرمی تحریر فرمائی ہے یعنی پرندوں میں، چوپایوں کی نسبت یہ صفت عام طور پر زیادہ پائی جاتی ہے وہ ہر اثر کو نسبتاً جلدی قبول کر لیتے ہیں، کینہ پرور نہیں ہوتے، چند تنکوں کا آشیانہ بنا کر عمر گزار دیتے ہیں، روزی جمع کرنے کی فکر نہیں کرتے، صبح کو تلاش رزق میں نکلے اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آ گئے، ان کو دیکھو تو نہایت بھولے بھالے نظر آتے ہیں، یہ تمام صفتیں ایک مسلمان کی بھی ہوتی ہیں اور ہونی بھی چاہئیں۔

❁ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ جنت کا عمل کیا ہے؟ فرمایا: سچ بولنا، جب بندہ سچ بولتا رہتا ہے تو نیک بن جاتا ہے اور ایمان دار ہو جاتا ہے اور جب ایمان دار بن جاتا ہے تو جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

❁ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ کیا میں تمہیں وہ لوگ نہ بتادوں جو آتش دوزخ پر حرام ہیں اور آتش دوزخ ان پر حرام ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو نہایت فرمانبردار، نرم خو، ہر دل عزیز اور با اخلاق ہوں۔ (احمد ترمذی)

❁ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جنت میں بہت سے بالا خانے ایسے ہیں جو اتنے شفاف ہوں گے کہ ان کا بیرونی حصہ اندرونی حصہ سے اور ان کا اندرونی حصہ بیرونی حصہ سے نظر آئے گا، ان کو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے تیار کر رکھا ہے جو نرم گفتگو کے عادی ہوں، کھانے

کھلائیں، پے در پے روزے رکھا کریں اور جب رات میں لوگ غفلت کی نیند سوتے رہیں تو یہ نمازیں پڑھا کریں۔ (شعب الایمان)

- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا اور کچھ نہیں، پھر آپ علیہ السلام سے پوچھا گیا حج مبرور میں نیک کام کیا ہیں؟ فرمایا کھانا کھلانا اور نرم گفتگو کرنا۔ (مسند احمد)
- ایک مرتبہ صبح کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور پوچھا تم کس عمل کی وجہ سے مجھ سے بھی پہلے جنت میں جا پہنچے؟ میں جب بھی جنت میں داخل ہوتا ہوں تمہارے پیروں کی آہٹ اپنے آگے آگے سنتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں جب اذان دیتا ہوں تو دو رکعتیں نفل ضرور پڑھ لیتا ہوں اور جب وضو کی ضرورت ہوجاتی ہے تو فوراً وضو کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے نام کی دو رکعتیں پڑھتا ہوں، یہ دو رکعتیں میں نے اپنے لئے فرض سمجھ لی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی بات ہے۔

فائدہ: اگر انسان اپنے فرائض کا پابند رہے تو بعض مرتبہ اس کے خیال میں جو معمولی اعمال ہوتے ہیں وہ اس کے حق میں کسی بلند مرتبہ کا سبب بن جاتے ہیں لہٰذا ہمیں چاہئے کہ فرائض کے ساتھ کچھ نوافل کا بھی ضرور اہتمام کرلیا کریں۔

- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: جنت کی کنجیاں کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ'' کی شہادت دینا ہے۔ (احمد)

فائدہ: یعنی جنت کے کھلنے کا سوال اسی وقت سامنے آسکتا ہے جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بتایا ہوا کلمہ ساتھ ہو، اگر یہ نہیں ہے تو سب کچھ بھی ہو جب بھی کچھ نہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وہب بن صفیہ سے روایت کیا ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا کیا کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ'' جنت کی کنجی نہیں؟ (یعنی پھر عمل کی کیا ضرورت ہے؟) تو انہوں نے فرمایا کیوں نہیں مگر کنجی کے لئے دندانے بھی ہوتے ہیں، اگر تم ایسی کنجی لے کر آؤ گے جس کے دندانے سالم ہوں تو تمہارے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا ورنہ نہ کھولا جائے گا۔

- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کو رب اور اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مان کر راضی ہوگیا اس کیلئے جنت واجب ہوگئی۔ (مسلم)

جسمانی کمزوری اور شہد

عبد القادر

نبی کریم ﷺ کی زندگی کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر صبح شہد کے شربت کا پیالہ نوش فرماتے ہیں اور کبھی یہ مشروب نمازِ عصر کے بعد پسند فرمایا جاتا ہے اور اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ اپنی پوری زندگی میں نہ تو کبھی بیمار پڑے اور نہ ہی کبھی تھکن کا اظہار فرمایا۔ ان کی زندگی سے یہ سبق ہمارے اکثر مسائل کا حل ہے۔ ان اوقات میں جب پیٹ خالی ہو اور آنتوں کی قوتِ انجذاب دوسری چیزوں سے متاثر نہ ہو شہد پینا جسم کے اکثر و بیشتر مسائل کا حل ہے۔ یہ کسی بھی حالت، بیماری اور کمزوری میں بے کھٹکے پیا جا سکتا ہے۔

اکثر لوگ جسمانی اور ذہنی تھکاوٹ کو دور کرنے کے لئے مختلف قسم کے کشتے یا ٹانک تلاش کرتے ہیں۔ یہ امر کسی شک و شبہ کے بغیر حقیقت ہے کہ شہد سے بڑھ کر تھکاوٹ اور کمزور کو دور کرنے والی چیز آج تک اس تختہ زمین پر میسر نہیں آ سکتی۔ امتحان کے دنوں میں طالب علموں کو شہد پلا کر دکھایا گیا کہ اس سے وہ زیادہ دیر تک پڑھ سکے اور ان کی یادداشت اعتدال سے بہتر رہی۔

دل کے مریضوں کو اسے پینے کے دوران دورانہیں پڑتے، آپریشن اور علالت کے بعد کی کمزوری کے لئے شہد ایک بہترین انتخاب رہا ہے۔

استاد محمد فراز الدقر مصری نے شہد کے افادات کے بارے میں ایک تالیف ''**العسل فیہ شفاء للناس**'' شائع کی ہے جس میں انہوں نے اپنے بعض مفید تجربات بیان کئے ہیں مثلاً

زیتون کا تیل اور شہد ملا کر اس میں لیموں کا عرق ملا کر گردے کی پتھری کے لئے بہت مفید ہے۔ شدید زکام میں گرم پانی میں شہد حل کر کے اس میں لیموں نچوڑ کر پلائیں۔

شیطانی وساوس سے پناہ

محمد نافع مدنی

ایک دفعہ شیطان حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ موسیٰ کلیم اللہ ہیں۔

شیطان نے کہا: میں سچی توبہ کرنا چاہتا ہوں، آپ اللہ تعالیٰ کے حضور میری سفارش کر دیجئے، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر چلے گئے اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے تو جناب الٰہی سے حکم ہوا کہ ہم نے تیری شفاعت کے سبب اس کی توبہ قبول کی۔ آپ اس سے کہیں کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کی طرف سجدہ کرے تاکہ تقصیر معاف ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے واپس آ کر ابلیس کو یہ صورت حال بتائی تو وہ کہنے لگا کہ ''جب آدم زندہ تھا، اس وقت میں نے اس کو سجدہ نہیں کیا تو اب مردہ کو کیسے سجدہ کروں۔'' پھر ابلیس نے کہا کہ ''آپ نے مجھ پر اپنا حق ثابت کیا ہے، آپ اپنی امت سے کہہ دیں کہ وہ تین حالتوں میں میری شرارت سے بہت خبردار رہیں، میں ان تین حالتوں میں انسان کو تباہ کر دیتا ہوں:

- غصہ کی حالت: جب انسان کو غصہ آتا ہے تو اس وقت انسان کے اندر خون کے بجائے میں دوڑ رہا ہوتا ہوں اور میں جو چاہتا ہوں اس سے کروا لیتا ہوں۔
- کافروں کے ساتھ جہاد کے وقت: اس وقت مجاہدین کے دل میں گھربار اور عورت و فرزند کا خیال ڈالتا ہوں اور اس کو لڑائی کے میدان سے بھگاتا ہوں۔
- جب کوئی نامحرم کسی عورت کے ساتھ خلوت میں ہو: تو میں دونوں کے دلوں میں طرح طرح کے فریب ڈالتا ہوں اور ان کو زنا کرنے پر ابھارتا ہوں۔

لہٰذا ان تین حالتوں سے انسان کو حد درجہ تک بچنا چاہیئے۔ بعض صلحاء کا قول ہے کہ اگر مردہ عورت اور مردہ مرد کی خستہ ہڈیوں کو بھی تھوڑے فاصلے پر رکھیں اور کچھ مدت کے بعد دیکھیں تو وہ آپس میں ملی ہوئی ہوں گی۔

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. رَبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنْ هَمَزَاتِ

الشَّیٰطِیْنِ وَاَعُوْذُبِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْن.

ترجمہ: اے میرے پروردگار! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں شیطانوں کے وساوس سے اور اے میرے رب آپ کی پناہ مانگتا ہوں کہ شیطان میرے پاس آئے۔

ذکر اور شیطانی وساوس:

حدیث پاک میں وارد ہے: ذِکْرُ اللّٰہِ شِفَاءُ الْقُلُوْب.

ترجمہ: اللہ کا ذکر دلوں کے لئے شفاء ہے۔

شہوت، کینہ، حسد، تکبر وغیرہ سب کے لئے اللہ کا ذکر ہی شفاء ہے۔ اللہ کا ذکر کرنے سے آدمی بہت ساری آفتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں تمہیں ذکر اللہ کی کثرت کا حکم دیتا ہوں اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کے پیچھے کوئی دشمن لگ جائے اور وہ اس سے بھاگ کر کسی قلعے میں محفوظ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّـذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّھُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا ھُمْ مُّبْصِرُوْنَ.

ترجمہ: یقیناً جو لوگ متقی ہیں جب ان کو کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آجاتا ہے تو وہ یادِ الٰہی میں لگ جاتے ہیں، سو یکایک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

شیطان کس طرح انسان کو غافل کرتا ہے اور وسوسے ڈالتا ہے اس کے چند واقعات مندرجہ ذیل ہیں:

- حضرت ابو سعید خزار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ شیطان نے مجھ پر حملہ کیا، میں اسے لکڑی سے مارنے لگا، اس نے ذرا بھی پرواہ نہ کی، غیب سے آواز آئی کہ یہ اس سے نہیں ڈرتا بلکہ یہ دل کے نور سے ڈرتا ہے۔
- ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے اللہ جل شانہٗ سے دعا کی کہ شیطان کے وسوسے ڈالنے کی صورت ان پر منکشف ہو جائے تو اللہ نے اس حالت کو ان پر کھول دیا۔ تو انہوں نے دیکھا کہ دل کے بائیں طرف مونڈھے کے پیچھے مچھر کی شکل میں بیٹھا ہے، ایک لمبی سونڈ منہ پر ہے جس کو سوئی کی طرح دل کی طرف لے جاتا ہے، اس کو ذاکر پاتا ہے تو جلدی سے سونڈ کو کھینچ لیتا ہے، غافل پاتا ہے تو اس سونڈ کے ذریعے سے وساوس اور گناہوں کا زہر انجکشن کے طریقے سے دل میں بھرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی شیطان کے مکر وفریب اور اس کے دجل سے حفاظت فرمائے اور کثرت سے ذکر اللہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قناعت اختیار کیجئے

مولانا صفدر صاحب

عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں: وہ شخص فلاح کو پہنچ گیا جو مسلمان ہوا اور تھوڑی روزی دیا گیا ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اس پر قناعت عطا کی ہو کہ قانع کو عبادت پر قوت ملتی ہے، اس کی دنیا ہی جنت بن جائے گی، اگر غیر ضروری اخراجات کو کم کردے کہ میانہ روی والا فقیر نہیں ہوتا، آئندہ کی فکر نہ کرے کہ روزی اللہ کے ذمہ ہے، جیسے کہ کلام پاک میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اس جگہ سے روزی عنایت فرماتے ہیں جہاں سے گمان بھی نہ ہو۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا جب گناہوں کے ساتھ دنیا آتے دیکھو تو پناہ مانگو لیکن جو مال اس لئے کماتا ہے کہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بچے اور اہل حقوق کے حق ادا کرے تو اس کا چہرہ روزِ قیامت چودھویں کا چاند ہوگا۔

کم روزی پر قناعت کرنے والوں کے انعامات

① نفس کی راحت ② دل کا فراغ ③ حساب کی تخفیف

④ عبادت کی لذت ⑤ غم بہت کم ہوجاتا ہے، کیونکہ یقین ہوجاتا ہے کہ یہاں رہنا ہی کتنے دن ہے؟ بہت جلد واپس جانا ہے، دنیا کے غم و خوشی کی کیا حیثیت، چنانچہ:

⑥ ناگوار چیزوں سے متاثر نہیں ہوتا ⑦ اللہ دل کو منور کردیتے ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن کوئی غریب امیر ایسا نہ ہوگا کہ یہ تمنا کرے کہ صرف ضرورت کے درجہ کی روزی ملتی۔'' چنانچہ گزارے لائق روزی پر اکتفا ہو اور خالص کاروبار پر توجہ دے، ان شاءاللہ اس میں خیر و برکت ہوگی، ترقی ہوگی۔

جو مال شہرت، دکھاوے کے لئے کمائے اس کے نقصانات

① نفس کی مشقت ② دل کی مشغولی

③ محشر کی ہولناک گرمی میں سالہا سال چلنے والا لمبا حساب

غلط ڈرائیونگ

مولانا محمد حنیف عبدالمجید

اسلامی فقہ کی ہر کتاب میں یہ اصول لکھا ہوا ہے کہ عام راستوں پر چلنا اور کوئی سواری چلانا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ چلنے والا دوسروں کی ''سلامتی'' کی ضمانت دے، یعنی ایسے ہر کام سے اجتناب کرے جو کسی دوسرے شخص کے لئے تکلیف یا خطرے کا باعث بن سکتا ہو۔ اس احتیاط کے بغیر اس کے لئے سڑک کا استعمال ہی جائز نہیں ہے، جو تمام باشندوں کی مشترکہ ملکیت ہے اور اگر اس بے احتیاطی کے نتیجے میں کسی شخص کو کوئی جانی یا مالی نقصان پہنچ جائے تو اس کا سارا تاوان شرعی اعتبار سے اس شخص کے ذمے عائد ہوتا ہے جس نے بے احتیاطی کے ساتھ سڑک کو استعمال کیا۔

اب غور فرمایئے کہ اگر ایک شخص سگنل توڑ کر گاڑی آگے لے گیا یا اس نے کسی ایسی جگہ سامنے والی گاڑی کو اوورٹیک کیا جہاں ایسا کرنا ممنوع تھا، بظاہر تو یہ معمولی سی باقاعدگی ہے لیکن درحقیقت اس معمولی سی حرکت میں چار بڑے گناہ جمع ہیں۔

① قانون شکنی اور حاکم کے جائز حکم کی نافرمانی ② وعدہ خلافی

③ کسی کو تکلیف پہنچانا ④ سڑک کا ناجائز استعمال

یہ گناہ ہم دن رات کسی تکلف کے بغیر اپنے دامنوں میں سمیٹ رہے ہیں اور خیال بھی نہیں آتا کہ ہم سے کوئی گناہ سرزد ہو رہا ہے۔

پھر بعض اوقات کسی ایک شخص کی باقاعدگی سینکڑوں انسانوں کا راستہ ہی بالکل بند کر دیتی ہے، مثلاً: سڑک کے ایک حصے میں اگر کسی وجہ سے ٹریفک رک گیا تو بعض جلد باز لوگ تھوڑے سے انتظار کی زحمت گوارا کرنے کے بجائے سڑک کے اس حصے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں، جو آنے والے ٹریفک کے لئے مخصوص ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آنے والی گاڑیوں کا راستہ رک جاتا ہے اور گھنٹوں تک کے لئے ٹریفک اس طرح جام ہو جاتا ہے کہ نہ جائے ماندن نہ پائے

رفتن۔ اس قسم کی باقاعدگی درحقیقت ''فساد فی الارض'' کی تعریف میں آتی ہے اور سینکڑوں انسانوں کو کرب وعذاب میں مبتلا کرنے کا گناہ اس شخص پر ہے جس نے غلط سمت میں گاڑی لے جاکر اس صورت حال سے لوگوں کو دوچار کیا۔

ڈرائیور کرتے ہوئے دوسروں کو تکلیف سے بچانا چاہیے، اس لحاظ سے کئی چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

① کیچڑ نہ اُڑائیں: سڑک پر جہاں کہیں بھی بارش کا یا کوئی اور پانی جمع ہو تو گاڑی نہایت احتیاط سے اور آرام سے چلانی چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ پانی کی چھینٹیں اُڑ کر پیدل چلنے والوں اور موٹر سائیکل چلانے والوں کے کپڑوں پر لگ جائیں، اس طرح ان کو تکلیف بھی ہوگی اور بعض اوقات کپڑے بھی ناپاک ہوجاتے ہیں۔

② گاڑی چیک کرلیں: اپنی گاڑی کو مکمل چیک کرنے کے بعد روڈ پر نکالیں، اگر ایسا نہ کیا گیا تو راستے میں کوئی بھی پریشانی گھیر سکتی ہے۔ مثلاً پیٹرول، بریک، کلچ وغیرہ۔

گاڑی کی لائٹوں کا خاص خیال رکھا جائے ورنہ رات کے وقت گاڑی کی لائٹ نہ ہونے کی وجہ سے سامنے سے آنے والی گاڑی یا پیدل آدمی سے کسی بھی وقت حادثہ ہوسکتا ہے، اسی طرح گاڑی کے اینڈی کیٹر (اشارے) بھی درست ہونے چاہئیں ورنہ گاڑی کے مڑتے وقت کافی پریشانی کا باعث ہوتا ہے، ہاتھ باہر نکال کر اشارہ کرنا پڑتا ہے، موٹر سائیکل والے کے لئے تو اور خطرناک بات ہے۔

گاڑی کی بریک لائٹ بھی درست کرلینی چاہیے، اس لئے کہ آپ کی بریک لینے کی خبر پچھلی گاڑی والے کو ہونا ضروری ہے ورنہ ہر وقت حادثے کا خطرہ رہتا ہے۔

مذکورہ باتوں پر عمل کرنے سے بھی حادثات سے بچاؤ ہوسکتا ہے

مثلاً: ① بائیں ہاتھ پر چلنا
② چوک پر رفتار کم کردینا
③ ٹریفک لائٹوں کا انتظام
④ سڑکوں پر ٹریفک کی آسانی کے لئے بورڈ ونشانات قائم کرنا

میزبانی کے آداب

محمد صغیر

① میزبان کو مہمان کی مصلحت کے خلاف کھانے پر اصرار نہیں کرنا چاہیئے۔

② دستر خوان پر سالن کی ضرورت ہو تو کھانے والے کے سامنے سے برتن مت اٹھاؤ اور دوسرے برتن میں لے آؤ۔

③ اپنے بزرگ کے ساتھ اگر ان کے بعض متعلقین کی بھی دعوت کرے تو خود ان سے نہ کہے کہ فلاں کو بھی لیتے آیئے بلکہ ان سے اجازت لے کر متعلق سے خود کہہ دے اور اس متعلق کو بھی چاہیئے کہ اپنے بزرگ سے پوچھ کر منظور کرے۔

④ مہمان کی عزت و اکرام کریں، ایک روز کسی قدر تکلف کا کھانا کھلا دیں، ویسے تین دن تک اس کا حق مہمانی ہے۔

⑤ کھانے پینے کی چیز مہمان کے پاس ڈھانک کر بھیجو۔

⑥ مہمان کو رخصت کے وقت دروازے کے پاس تک پہنچانا سنت ہے۔

فائدہ: دروازے تک پہنچانا سنت ہے مگر خواتین کے لئے مناسب یہ ہے کہ مہمان خاتون سے گھر کے اندر ہی باتیں پوری کرلیں رخصت کرتے وقت بعض خواتین دروازے میں باتیں کرنے لگتی ہیں جو کہ بالکل مناسب نہیں۔

⑦ میزبان مہمان کے اوپر مسلط ہو کر نہ بیٹھے بلکہ اس کو آزاد چھوڑ دے کہ جس طرح چاہے کھائے، بعض لوگ مہمان کے کھانے کو دیکھتے ہیں کہ کس طرح کھا رہا ہے، کیا کھا رہا ہے اس سے مہمان کو تکلیف ہوتی ہے۔

واقعہ: خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے دستر خوان پر ایک مرتبہ کسی دیہاتی کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ دیہاتی کھانا کھا رہا تھا، کھانے کے دوران ان کے لقمہ میں ایک بال آ گیا (جیسا کہ کبھی کبھی اس طرح کی چیزیں کھانے میں آ جاتی ہیں) اس پر ہشام بن عبدالملک کی اچانک نظر پڑی تو انہوں نے دیہاتی سے کہا کہ اپنے لقمے سے بال صاف کرلو، وہ دیہاتی ناراض ہو کر

اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ ہم ایسے شخص کے پاس کھانا نہیں کھا سکتے جو ہمارے کھانے کے لقموں کو دیکھتا رہتا ہے۔

⑧ نئے آنے والوں کی مہمانی کرنا، آدابِ اسلام اور مکارم اخلاق میں سے ہے، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صلحاء کی عادت ہے، پس مہمان کے آنے پر خندہ پیشانی سے ملیں۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذا اَتَاکُمْ کَرِیْمُ قَوْمٍ فَاکْرِمُوْہُ.

ترجمہ: جب تمہارے پاس کوئی محترم آدمی آئے تو اس کا اکرام کرو۔

⑨ مہمان کے آنے کے بعد اس کے ٹھہرانے کا انتظام کریں۔

⑩ مہمان کی راحت کا خیال رکھیں، پیشاب، پاخانہ کی جگہ دکھلا دینا چاہئے تاکہ اچانک ضرورت ہونے پر اس کو تکلیف نہ ہو۔

⑪ مہمان نوازی کے لئے بہت زیادہ تکلّفات کی فکر میں نہ پڑے، آسانی سے جو اچھی چیز مل جائے وہ مہمان کی خدمت میں پیش کردیں۔

⑫ میزبان کو چاہئے کہ کھانا سامنے رکھ کر فارغ نہ ہوجائیں بلکہ اس پر نظر رکھیں کہ مہمان کھا رہا ہے یا نہیں، مگر یہ نظر رکھنا اس طرح ہو کہ مہمان کے کھانے کو تکتا نہ رہے، سرسری نظر سے دیکھ لیں کیونکہ مہمان کے لقموں کو دیکھنا آدابِ ضیافت کے خلاف ہے اور مہمان کے لئے باعث شرمندگی ہوتا ہے۔

⑬ ہمیں اسلامی سادگی پر رہنا چاہئے، اگر کسی مہمان کی خاطر کچھ تکلّف بھی کیا جائے تو اس میں بھی اعتدالِ اسلامی کا لحاظ ضروری ہے۔ مبالغہ نہ کیا جائے، اسی میں ہماری عزت ہے۔

⑭ (حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) جب دو ساتھی مہمان آتے ہیں تو کھانے کے معاملے میں ان کے ساتھ ایک برتاؤ کرتا ہوں، مجھے یہ بھی نامناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک کے ساتھ کچھ معاملہ کیا جائے اور دوسرے کے ساتھ کچھ دونوں کے ساتھ یکساں برتاؤ ہونا مناسب ہے۔

آپ بھی پوچھئے

دارالافتاء مدرسہ مفتاح العلوم

ایک ایجنٹ کے ذریعے جائیداد دیکھ کر دوسرے ایجنٹ سے معاملہ طے کرنا

سوال: بعض مکان خریدنے والی پارٹیاں کوئی جائیداد کسی ایجنٹ کے ذریعے دیکھ کر اپنے چاہنے والے دوسرے ایجنٹ کے ذریعہ سودا کرتی ہیں، اس کی وجہ اعتماد اور بعض اوقات کمیشن میں بچت بھی ہوتی ہے۔ عام طور پر کاروباری اصول یہ ہے کہ جو پہلے دکھائے اس کا حق پہلے بنتا ہے، وہ سودا نہ کرسکے تو دوسرے کے ذریعہ سودا کیا جائے۔ کیا شرعاً یہ پابندی ضروری ہے؟ نیز ایسی صورت میں دوسرے ایجنٹ کی کیا ذمہ داری بنتی ہے جبکہ اس کو اصل اور حقیقت حال سے واقفیت بھی ہے۔

جواب: مذکورہ صورت میں جب کہ پہلا ایجنٹ خریدار کو متعلقہ مکان یا جائیداد وغیرہ دکھا کر اپنا کام شروع کر چکا ہے تو اب دوسرے ایجنٹ کے لئے اس معاملہ کو انجام دینا جائز نہیں بلکہ یہ ضروری ہے کہ یہ معاملہ پہلے ایجنٹ کے ذریعے مکمل ہو، البتہ اگر پہلا ایجنٹ وہ سودا کرنے میں کامیاب نہ ہوسکے یا اس کی بتائی ہوئی قیمت پر خریدار راضی نہ ہو جس کی وجہ سے پہلے ایجنٹ اور خریدار کا معاملہ ختم ہو جائے تو اب کسی دوسرے ایجنٹ کے لئے یہ معاملہ سرانجام دینا جائز ہے۔

حوالہ: فی صحیح مسلم، کتاب البیوع باب تحریف بیع الرجل علی بیع اخیه وسرمه علی سوم اخیه. الخ

عن أبی هریرة رضی اللّٰه عنه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم:

قال: لاسلیم المسلم علی سوم أخیه.

الجبار جل جلالہ

سب سے زبردست

عائشہ مجیب

گوشۂ اطفال

یہ اسم قرآن کریم میں سورۂ حشر کی آیت نمبر ۲۳/ میں صرف ایک مرتبہ آیا ہے۔

علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''الجبّار'' جل جلالہ وہ ذات ہے جو مخلوق کے تمام کاموں کی درستی کرنے والی ہے اور مخلوق کے لئے انہی معاملات کو طے کرنے والی ہے جو اُس کے حق میں بہتر ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، الحشر:۲۳)

پیارے بچو! آئیں آج ''الجبار'' جل جلالہ کے مطلب پر غور کرتے ہیں اور یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ ''الجبار'' جل جلالہ کا مطلب اصل میں کیا ہے۔

① الجبار جل جلالہ وہ ذات ہے جو اپنی مخلوق پر بلند ہو

② الجبار جل جلالہ وہ ذات ہے جو تمام چیزوں اور کاموں کو درست اور صحیح کرنے والی ہو۔

③ الجبار جل جلالہ وہ ذات ہے جو اپنی مخلوقات پر اپنے سارے ارادوں کو نافذ اور پورا کرنے کی قدرت رکھتی ہو، چاہے وہ کسی کام کے کرنے کے اعتبار سے ہو یا کسی کام سے روکنے کے اعتبار سے ہو۔

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ ہم سب سے بہت محبت کرتے

ہیں، وہ نہیں چاہتے کہ ہمارا کوئی بھی کام خراب ہو لہٰذا اللہ تعالیٰ ہمارے بگڑتے ہوئے تمام کاموں کو خود ہی ٹھیک کر دیتے ہیں۔ مثلاً کبھی کبھی ہم بھاگ رہے ہوتے ہیں، ٹھوکر لگتی ہے اور ہم گرتے گرتے بچ جاتے ہیں۔ وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بچا لیتے ہیں اور ہمارے کام کو صحیح کر دیتے ہیں۔ اسی طرح دن میں ہزاروں کام ایسے ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ٹھیک کر دیتے ہیں۔ فرض کریں کہ آپ کا بہت دل چاہ رہا ہے کہ آج باہر کھانا کھایا جائے مگر آپ کے ابو آپ کو باہر نہیں لے جاتے اور آپ کی امی گھر پر ہی اچھا سا کھانا پکا لیتی ہیں۔ بچو ہو سکتا تھا کہ اگر آپ اس دن باہر کھانا کھاتے تو گندگی کی وجہ سے خدانخواستہ بیمار ہو جاتے، آپ باہر نہیں گئے، گھر پر صفائی ستھرائی والا کھانا کھا لیا اور بیماری سے بچ گئے۔ کس نے بچایا؟ اللہ تعالیٰ نے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر بات کو جاننے والے ہیں۔

پیارے بچو! اب آپ کے ذہن میں یہ سوال آئے گا کہ کبھی کبھار گھر کا کھانا کھا کر بھی طبیعت بگڑ جاتی ہے تو اس میں بھلا ہمارے لئے کیا بھلائی ہوگی؟ تو میرے پیارے دوستو! کیا آپ جانتے ہیں کہ جب ہم بیمار ہوتے ہیں تو ہمارے گناہ جھڑتے ہیں، تو یہ بیمار ہونا بھی فائدہ مند ہوا۔ سبحان اللہ! اللہ رب العزت نے بیماری میں بھی بھلائی رکھی ہے۔

پیارے بچو! معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہر کام میں ہمارے ساتھ بھلائی کا معاملہ فرماتے ہیں، اسی طرح میرے بچو! اللہ تعالیٰ ہمارے لئے صرف وہی معاملات اور حالات لاتے ہیں جو ہمارے لئے بہتر ہوتے ہیں کیونکہ غیب کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، ہم نہیں جانتے کہ کل ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے مگر اللہ تعالیٰ سب جانتے ہیں لہٰذا صرف وہی ہوتا ہے جو ہمارے حق میں بہتر ہوتا ہے اور جو بہتر نہیں ہوتا اسے انجام دینے کے لئے ہم ایڑی چوٹی کا زور بھی لگا لیں تو بھی وہ نہیں ہوتا۔

لہٰذا پیارے بچو! ہم ''الجبار'' جل جلالہ پر بھروسا رکھیں کہ وہ جو کرتے ہیں صحیح کرتے ہیں اور بالکل ٹھیک کرتے ہیں اور وہی بات ہمارے حق میں بہتر ہوتی ہے۔

تعلیم الاسلام

کفیل احمد
عبدالرحمن

Q: What does the term Caliph mean?

Ans: The Caliph is one who, after the Prophet's ﷺ departure from this world, became his ﷺ successor to manage the affairs of religion and maintain the arrangements that the Prophet ﷺ did. The word Caliph means successor or vicegerent. After the Prophet's ﷺ demise, Hadrat Abu Bakr Siddiq ؓ was unanimaously chosen by the Muslims as his ﷺ successor. He is, thus, the first Caliph. Hadrat 'Umar Faruq ؓ succeeded him as the second Caliph. Hadrat 'Uthman ؓ followed him as the third Caliph. After him Hadrat 'Ali ؓ became the fourth Caliph. They are known as the Four Caliphs and Khulfa-e-Rashidin and Four Companions.

ولایت اور اولیاء اللہ کا بیان

WILAYAH and WALIS

سوال: ولی کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو مسلمان خدا تعالیٰ اور پیغمبر ﷺ کے حکموں کی تابعداری کرے اور کثرت سے عبادت کرے اور گناہوں سے بچتا رہے، خدا اور رسول کی محبت دنیا کی تمام چیزوں کی محبت سے زیادہ رکھتا ہو تو وہ خدا کا مقرب اور پیارا ہو جاتا ہے۔ اس کو ولی کہتے ہیں۔

Q: Who is a Wali (Friend of Allah)?

Ans: A Muslim who obeys the commands of Allah Ta'ala and His Prophet ﷺ, offers abundant prayers and keeps away from acts of sin, and loves Allah and His

Prophet ﷺ more than all other things of the world, is close to Allah and is His favourite. He is called a Wali.

سوال: ولی کی پہچان کیا ہے؟

جواب: ولی کی پہچان یہ ہے کہ وہ مسلمان متقی پرہیز گار ہو۔ کثرت سے عبادت کرتا ہو۔ خدا اور رسول کی محبت اس پر غالب ہو۔ دنیا کی حرص نہ ہو۔ آخرت کا خیال ہر وقت پیشِ نظر رکھتا ہو۔

Q: What is the identity of a Wali?

Ans: The identity of a Wali is that he is a god-fearing and pious Muslim, offers prayers abundantly, love of Allah and His Prophet ﷺ is dominates his heart. He has no greed for the world and the vision of the life hereafter is always present in his mind.

سوال: کیا صحابی کو ولی کہہ سکتے ہیں؟

جواب: ہاں! تمام صحابی خدا کے ولی تھے کیونکہ حضور رسول کریم ﷺ کی صحبت کی برکت سے ان کے دلوں میں خدا اور رسول کی محبت غالب تھی۔ دنیا سے محبت نہیں رکھتے تھے۔ کثرت سے عبادت کرتے تھے۔ گناہوں سے بچتے تھے۔ خدا اور رسول کے حکموں کی تابعداری کرتے تھے۔

Q: Can a Sahabi be called a Wali?

Ans: Yes, all the holy Sahabi were Walis because as a result of the company of the Holy Prophet ﷺ, their hearts were captivated by the love of Allah and the Holy Prophet ﷺ. They had no love for this world. They offered prayers abundantly, kept away from the acts of sin and complied with the commandments of Allah and His Prophet ﷺ.

فیصلہ

محمد حسنی

کھٹ کھٹ کھٹ! شہر کے سب سے مشہور کنجوس امیر کے گھر کے دروازے پر ایک غریب لیکن ایماندار آدمی نے جو دائیں ہاتھ میں چاندی کے سکوں سے بھری تھیلی بڑی مضبوطی کے ساتھ پکڑے ہوئے تھا، دستک دی۔

''کون؟ کیا بات ہے؟'' دروازہ کھولتے ہوئے کنجوس نے پوچھا۔

میں ہوں حضور! یہ تھیلی بازار میں پڑی تھی۔ وہاں ایک آدمی آپ کا نام اور پتا بتاتے ہوئے یہ اعلان کر رہا تھا کہ آپ کی چاندی کے سکوں سے بھری تھیلی کھو گئی ہے۔ یہ لیجیے تھیلی آپ کی امانت بہت سنبھال کر لایا ہوں۔

کنجوس نے تھیلی سنبھالی اور اپنے چاندی کے سکے گن کر اسے اپنی تجوری میں حفاظت سے رکھ دیئے اور پھر دوسرے کام کاج میں مصروف ہو گیا۔

''حضور میرا انعام؟'' اس آدمی نے بڑی انکساری سے اس کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی۔

''انعام کیسا انعام!'' کنجوس نے معصوم بننے کی کوشش کی۔

جناب آپ ہی نے تو منادی کروائی تھی کہ جو شخص آپ کی کھوئی ہوئی تھیلی پائے گا اور اسے آپ تک پہنچائے گا اس کو پندرہ چاندی کے سکے بطور انعام دیئے جائیں گے۔ اس غریب نے اعلان یاد دلایا۔

''انعام تو تم نے خود ہی لے لیا ہے۔ پھر کیسا انعام؟ تھیلی میں ایک سو پندرہ سکے تھے۔ اب سو ہیں، ابھی تمہارے سامنے ہی میں نے گنے ہیں۔'' کنجوس نے کہا۔

''نہیں مالک میں نے ایک سکہ بھی نہیں نکالا۔ خدا گواہ ہے۔

ایماندار آدمی بولا۔

''ارے بے ایمان تو جھوٹی قسم کھاتا ہے۔ چل بھاگ یہاں سے بے شرم، بے ایمان، جھوٹا کہیں کا، کنجوس نے دھکا دے کر اسے اپنے گھر سے باہر نکال دیا۔

وہ غریب شہر کے قاضی کے پاس گیا اور فریاد کی۔ شہر کے قاضی نے اپنے آدمیوں سے اس کنجوس کو بلوایا اور اس پر لگائے گئے الزامات سنائے گئے۔

کنجوس نے اپنی صفائی میں کہا: ”قاضی صاحب! اس میں کوئی شک نہیں کہ میں نے انعام دینے کا وعدہ کیا تھا اور میں آج بھی اس پر قائم ہوں لیکن حضور اس نے اپنا انعام تو خود ہی تھیلی سے نکال لیا۔“ کنجوس نے انعام نہ دینے کی وجہ بتائی۔

”میرے محترم! میری تھیلی میں ایک سو پندرہ چاندی کے سکے تھے مگر جب اس شخص نے تھیلی واپس کی تو اس میں صرف سو ہی سکے نکلے۔ میں نے اسی کے سامنے سکے گنے تھے، آپ اس سے میری اس بات کی تصدیق کر لیجیے۔“

”جی سرکار! اس میں سو سکے ہی نکلے تھے لیکن حضور میں نے اس تھیلی سے ایک سکہ بھی نہیں نکالا۔“

قاضی بہت دیر تک کچھ سوچتا رہا، پھر کنجوس پر نگاہ جماتے ہوئے بولا: ”کیا تم وہ تھیلی اپنے ساتھ لائے ہو؟ اگر نہیں لائے ہو تو جا کر لے آؤ۔“

کنجوس دوڑا ہوا گھر گیا اور تھیلی لا کر قاضی کی خدمت میں پیش کی۔ قاضی نے تھیلی کا غور سے معائنہ کیا لیکن اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔

ایک منٹ، دو منٹ، تین منٹ اسی طرح قریب دس منٹ گزر گئے۔

اچانک قاضی کے ذہن میں کوئی بات کوندی، اس نے تھیلی کھولی، پھر تھیلی کو ہلایا اور دو منٹ کے بعد اس نے مطمئن لہجے میں اپنا فیصلہ سنایا۔

”تمہارے بیان کے مطابق اس تھیلی سے پندرہ سکے نکال لئے گئے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس تھیلی میں پندرہ سکے رکھنا چاہوں تو رکھ سکتا ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں بہ مشکل تمام پانچ چھ سکوں سے زیادہ نہیں سما سکتے۔

لہٰذا میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ تھیلی تمہاری نہیں ہے بلکہ کسی دوسرے شخص کی ہے۔

کنجوس کی نیت کا کھوٹ ظاہر ہو چکا تھا، اس نے قاضی سے معافی مانگی اور قاضی کے حکم سے غریب شخص کو اس کا انعام دے کر رخصت کیا۔

قاضی نے اس کنجوس سے آئندہ بے ایمانی نہ کرنے کا وعدہ لے کر اُسے چھوڑ دیا۔

کٹ کھنا کچھوا

سلیم احمد صدیقی

آج ہم آپ کو ایک کٹ کھنے کچھوے کی کہانی سناتے ہیں۔ ''کٹ کھنا'' کا مطلب ہے ایسا آدمی یا جانور جو کسی سے ملنا جلنا پسند نہ کرتا ہو، اکیلا رہتا ہو اور چڑ چڑے مزاج کا ہو، اگر کوئی اُس سے بات کرے تو وہ اُسے کاٹ کھانے کو دوڑے۔

آپ تو اچھے بچے ہیں، اسکول میں پڑھتے ہیں، آپ کے کئی دوست بھی ہوں گے جن کے ساتھ آپ کبھی پڑھائی کی باتیں کرتے ہوں گے اور کبھی (آدھی چھٹی کے وقت) کھیلتے بھی ہوں گے، اچھے بچوں کے دوست بھی اچھے ہوتے ہیں البتہ اگر کوئی بچہ بدمزاج یا چڑ چڑا ہوگا، کسی سے بات نہ کرے گا اور کسی کے بات کرنے پر کاٹ کھانے کو دوڑے گا، تو اُسے ''کٹ کھنا'' کہا جائے گا، ایسے بچے کا کوئی دوست نہیں ہوتا، دوست تو اچھے اور خوش مزاج بچوں کے ہوتے ہیں۔

بات ذرا لمبی ہوگئی تو آیئے، کہانی شروع کرتے ہیں، کٹ کھنے کچھوے کی کہانی۔

یہ کٹ کھنا کچھوا ایک تالاب میں رہا کرتا تھا اُس کی کسی کے ساتھ بھی دوستی نہ تھی، کیونکہ وہ بہت بدمزاج، چڑ چڑا اور کٹ کھنا تھا، نہ تو تالاب میں رہنے والے دوسرے کچھوؤں سے ملتا جلتا تھا اور نہ اُن پیاری پیاری سفید اور سنہری مچھلیوں سے اُس کی سلام دعا تھی جو تالاب میں اِدھر اُدھر تیرتی پھرتی تھیں۔ وہ اپنا تمام وقت اکیلے ہی گزارتا تھا یا تو تالاب میں تیرتا رہتا یا پھر تالاب کے کنارے کسی جھاڑی کے پاس بیٹھا اونگھتا اور کچھ سوچتا رہتا۔ وہ کیا سوچا کرتا تھا؟ اس بات کا ہمیں کچھ پتا نہیں کیونکہ ہمیں تو کبھی اُس نے بتایا ہی نہیں۔

تالاب کے پرلے کنارے پر، ایک بل کے اندر، ایک چھچھوندر رہتی تھی۔ وہ دن بھر بل کے اندر بیٹھی رہتی تھی کیونکہ سورج کی روشنی میں اُس کی آنکھیں چندھیا جاتی تھیں اور وہ باہر گھوم پھر نہ سکتی تھی، بس شام کے بعد ہی اپنے بل سے باہر آیا کرتی اور اپنے اور اپنے بال بچوں کے لئے کھانے پینے کا بندوبست کرتی، چھچھوندر اور کٹ کھنا کچھوا کہنے کو تو پڑوسی تھے لیکن اُن کی آپس میں

بول چال تک نہ تھی، پر آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ وہ ایک دن ایک دوسرے کے گہرے دوست بن گئے۔ یہ کیسے ہوا؟ ذرا صبر کیجئے، یہی تو ہماری آج کی کہانی ہے۔

خدا کا کرنا یوں ہوا کہ ایک دن موسم بڑا خوشگوار تھا، آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے اور کچھوا تالاب کے کنارے چہل قدمی کر رہا تھا۔ چلتے چلتے وہ ایک اونچے سے ٹیلے کے پاس پہنچ گیا، اُسے شوق چرایا کہ کیوں نہ اس ٹیلے پر چڑھ کر دیکھا جائے کہ اس کے اوپر کیا ہے؟ بس یہ خیال آنا تھا کہ وہ اپنے بھاری خول والے جسم کو گھسیٹتا ہوا ٹیلے کے اوپر چڑھنے لگا۔

ابھی اُس نے آدھا راستہ طے کیا تھا کہ زور کا جھکڑ چلا، کچھوے کے پاؤں پھسلے اور وہ لڑھکتا ہوا نیچے زمین پر آ رہا لیکن اس لڑھکنے میں ستم یہ ہوا کہ جب وہ زمین پر گرا تو اُلٹا تھا یعنی خول نیچے اور ہاتھ پاؤں اوپر۔ وہ چلانے لگا: ''مدد، مدد، خدا کے لئے میری مدد کرو، میں مر گیا، ہائے میں مر گیا۔''

چھچھوندر نے اُس کی آواز سنی تو اپنے بچوں جونی اور مونی سے کہا: ''بچو! کوئی مدد کے لئے پکار رہا ہے، آؤ اس کی مدد کریں۔''

چھچھوندر اور اُس کے دونوں بچے جونی اور مونی بل سے باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک موٹا تازہ کچھوا اُن کے بل کے آگے اُلٹا لیٹا چلا رہا ہے: ''مدد، مدد، خدا کے لئے میری مدد کرو، میں مر گیا، ہائے میں مر گیا۔''

چھچھوندر نے کبھی الٹا کچھوا نہ دیکھا تھا، اس لئے اُسے ذرا شبہ تھا، اُس نے کچھوے کے پیٹ پر چڑھ کر پوچھا: ''تم کچھوے ہی ہو نا؟''

کٹ کھنا کچھوا بولا: ''تمہیں میری کمر پر خول نظر آ رہا ہے؟''

''ہاں'' چھچھوندر نے جواب دیا۔

''اور میرے چار ہاتھ پاؤں ہیں؟''

''ہاں۔''

''اور میرا پیٹ لج لجا اور نرم ہے؟''

''ہاں''

''تو بس سمجھ لو، میں کچھوا ہی ہوں۔''

چھچھوندر نے حیرت سے کہا: ''ہو تو تم کچھوے ہی لیکن الٹے کیوں چل رہے ہو؟ اور مدد،

مدد کیوں چلا رہے ہو؟''

''سنو! میں الٹا نہیں چل رہا ہوں، الٹا پڑا ہائے ہائے کر رہا ہوں۔''

''کیوں؟'' چھچھوندر نے پوچھا: ''ہائے ہائے کیوں کر رہے ہو؟''

''اس لئے کہ'' کچھوے نے کہا: ''میں اوپر سے گر کر اُلٹا ہو گیا ہوں، خدا کیلئے مجھے سیدھا کر دو۔''

اب جا کر تمام معاملہ چھچھوندر کی سمجھ میں آیا۔ کچھوا الٹا ہو گیا تھا اور تکلیف میں تھا، اس لئے مدد کے لئے پکار رہا تھا، لیکن کچھوا تھا بڑا اور چھچھوندر اور اُس کے بچے تھے چھوٹے چھوٹے۔ وہ کیسے اُسے سیدھا کر سکتے تھے؟ پھر بھی انہوں نے پورا زور لگایا لیکن کچھوا سیدھا نہ ہوا۔

''ٹھہرو'' چھچھوندر نے کہا: ''ہمارے پڑوس میں ایک نیولا رہتا ہے، سنا ہے وہ اتنا طاقتور ہے کہ سانپ کو بھی مار ڈالتا ہے، میں اُسے بلا کر لاتی ہوں۔ ہم سب مل کر تمہیں سیدھا کر دیں گے۔''

''آپ یہیں ٹھہریں'' چونی اور مونی نے کہا: ''ہم نیولے ماموں کو بلا کر لاتے ہیں۔ اگر آپ گئیں تو کچھوے چچا کی ڈھارس کون بندھائے گا؟ یہ پھر چلانے لگیں گے۔''

''ٹھیک ہے۔'' چھچھوندر بولی ''تم دونوں جلدی جاؤ اور نیولے ماموں کو بلا لاؤ۔''

ذرا سی دیر میں نیولے ماموں آن پہنچے، اُن کے بڑے بھائی بھی اُن کے ساتھ تھے۔

اب چھچھوندر اور نیولے آپس میں صلاح مشورہ کرنے لگے کہ اس کٹ کھنے کچھوے کو کیسے سیدھا کیا جائے، چونی اور مونی کچھوے کے نرم لج لجے پیٹ پر اچھلنے کودنے لگے، انہیں ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی فوم کے گدے پر چھلانگیں مار رہے ہوں، کچھوے کے گدگدی ہو رہی تھی، لیکن وہ خاموش رہا، وہ اُن کی مدد کے بغیر سیدھا نہ ہو سکتا تھا۔

آخر کار یہ طے پایا کہ پاس اُگی ہوئی بیلیں کاٹ کر ان کی رسیاں بنائی جائیں اور کچھوے کی ٹانگوں میں یہ رسیاں باندھ کر نیولے ماموں اور اُن کے بڑے بھائی اُس کو زور سے کھینچیں، ساتھ ہی چھچھوندر اور چونی مونی پیچھے سے اُسے پورے زور سے دھکیلیں۔

انہوں نے قریب اُگی ہوئی بیلیں توڑیں، اُنہیں بٹ کر رسیاں تیار کیں اور پھر یہ رسیاں کچھوے کی ٹانگوں میں باندھ دیں۔ اب سب تیار تھے۔

''زور لگا کے بھیا'' نیولے ماموں چلائے۔

''زور لگا کے بھیا'' نیولے کے بڑے بھائی چلائے۔

''زور لگا کے بھیا'' چھچھوندر چلائی۔

''ایک، دو، تین'' چونی مونی چلائے۔

سب نے ایک ساتھ زور لگایا تو کچھوے میاں ایک دم سیدھے ہو گئے لیکن اُن کے پاؤں رسیوں سے چھل گئے تھے۔ چھچھوندر دوڑی دوڑی بل میں گئی اور دوا کی شیشی اور روئی لے آئی، اُس نے بڑی احتیاط سے کچھوے کی ٹانگوں پر دوا لگا دی۔

اب نیولے ماموں اور اُن کے بھائی تو اجازت لے کر چلے گئے اور چھچھوندر نے بل میں جا کر چائے تیار کی۔ چونی اور مونی بسکٹ کا پیکٹ اٹھا لائے۔ سب نے مل کر چائے پی، کچھوے کو پہلی بار زندگی بہت اچھی لگی۔

کچھوے کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ چھچھوندر اور چونی مونی کا شکریہ کیسے ادا کرے، وہ تو انہیں منہ بھی نہیں لگاتا تھا اور انہوں نے اُس کی مدد کی۔ اُسے مرنے سے بچا لیا۔

''مم، میں بہت شرمندہ ہوں۔'' اُس نے آہستہ سے کہا۔

''شرمندگی کی کوئی بات نہیں، کچھوے بھائی، جانور ہی جانور کے کام آتا ہے۔ یہ تو شکر کرو کہ آج بادل تھے اور ہم باہر آ گئے، اگر سورج چمک رہا ہوتا تو تمہیں ہماری مدد کے لئے رات تک انتظار کرنا پڑتا۔''

''کیوں؟'' کچھوے نے پوچھا۔

''اس لئے کہ ہم چھچھوندروں کو دھوپ میں کچھ نظر نہیں آتا، ہم رات ہی کو باہر نکلتے ہیں۔ آج بادل تھے اس لئے ہم باہر آ گئے۔''

''پھر تو تمہیں ایک وعدہ کرنا ہوگا۔'' کچھوے نے کہا: ''جس دن آسمان پر بادل چھائیں، تم میرے ہاں آؤ گے، اب تو ہم دوست بن گئے ہیں نا؟''

''ہاں، ایک بادل والے دن تم ہمارے ہاں آؤ گے اور اگلے بادل والے دن ہم سب تمہارے ہاں آیا کریں گے۔''

کچھوا اُس دن شام ہونے تک چھچھوندر اور چونی مونی سے باتیں کرتا رہا، وہ بہت خوش تھا، اسے زندگی میں پہلی بار دوستی کی ضرورت اور اہمیت کا احساس ہوا تھا۔ اب اُسے پتا چل گیا تھا کہ دوستی کتنی اچھی چیز ہے، اب وہ کٹ کھنا نہیں تھا، خوش مزاج اور ہنس مکھ بن گیا تھا۔

توبہ کا اجر

سید نظر زیدی

پرانے زمانے کی بات ہے، سردی کے موسم کی اندھیری رات میں ایک چور، چوری کرنے کے ارادے سے اپنے گھر سے نکلا۔ اس کا کام ہی یہ تھا۔ آدھی رات گزرتی تو لنگر لنگوٹ کس کر گھر سے نکلتا اور کسی نہ کسی کو لوٹ کر صبح ہونے سے پہلے لوٹ آتا۔ خدا کی طرف سے اسے مضبوط جسم کے ساتھ تیز عقل بھی ملی تھی۔ اگر اس کی تعلیم و تربیت اچھے ماحول میں ہوئی ہوتی تو ایک شریف شہری کی طرح جائز ذریعے سے روزی کماتا اور عزت کی زندگی گزارتا۔ لیکن بد قسمتی سے وہ ایسے لوگوں میں پلا بڑھا تھا جو اچھائی اور برائی کا فرق نہ جانتے تھے۔ غلط کاموں میں لگے رہتے تھے اور بے عقل جانوروں جیسی زندگی گزارتے تھے۔ چنانچہ وہ بھی انہی جیسا ایک جانور بن گیا تھا اور چوری چکاری کر کے اپنا پیٹ پال رہا تھا۔

عقلمند اور طاقتور ہونے کی وجہ سے یہ گناہ کرنے میں اسے ذرا بھی دشواری پیش نہ آتی تھی۔ وہ ایسی چالاکی اور ہوشیاری سے لوگوں کو لوٹتا تھا کہ اس کا منصوبہ کبھی ناکام نہ ہوتا تھا۔ وہ ایک مدت سے یہ گناہ کر رہا تھا لیکن کبھی پکڑا نہ گیا تھا۔ دیوار پھاند کر یا نقب لگا کر گھروں میں گھس جاتا اور سامان کی گٹھڑی باندھ کر صاف نکل جاتا۔ حکومت کے کارندے اسے گرفتار کرنے کے لئے سردھڑ کی بازی لگائے ہوتے تھے لیکن کسی کو کامیابی حاصل نہ ہوتی تھی۔ آج بھی اسے پکا یقین تھا کہ چوری کرنے کے بعد صاف بچ کر نکل آئے گا۔ اس نے اپنے بچاؤ کا پورا پورا انتظام کیا تھا لیکن جب وہ اس گھر میں داخل ہوا جس میں چوری کرنا چاہتا تھا، تو یہ دیکھ کر اس کا نیچے کا سانس نیچے اور اوپر کا اوپر رہ گیا کہ گھر کا مالک جاگ رہا تھا۔ وہ مدہم سے چراغ کی روشنی میں قرآن کی تلاوت کر رہا تھا۔

چالاک چور اپنے منصوبے کے مطابق اس کمرے میں پہنچ گیا تھا جس میں گھر کا قیمتی سامان

رکھا تھا۔ وہ اپنے فن میں ایسا ماہر تھا کہ آہٹ کیے بغیر سامان کی گٹھڑی باندھ کر چپکے سے باہر نکل سکتا تھا لیکن گھر کے بوڑھے مالک کو آدھی رات کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کرتے دیکھ کر اس کے دل کی حالت کچھ اس طرح بدلی کہ وہ کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ اسے خیال آیا ''ایک میں بدبخت ہوں کہ توانا اور عاقل بالغ ہونے کے باوجود اپنے آپ کو خطرے میں ڈال کر دوسروں کو لوٹنے کے لئے گھر سے نکلا ہوں اور ایک یہ خوش قسمت ہے کہ آرام و آسائش کا سارا سامان پاس ہونے کے بعد بھی آدھی رات کو اللہ کی عبادت میں مصروف ہے؟

وقت کے استعمال اور اپنی طاقتوں سے کام لینے کا یہ ایسا فرق تھا کہ جب یہ فرق اس کی سمجھ میں آیا تو وہ اپنی نالائقی اور بدبختی پر لرز کر رہ گیا۔ پھر اس نے سوچتے سوچتے قرآن کی تلاوت میں مصروف مالک مکان کی طرف دھیان دیا تو مقدس آسمانی کتاب کے یہ الفاظ کانوں میں پڑے۔

''کیا ایمان لانے والوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے نرم ہوجائیں اور (وہ) حق کے آگے جھکیں اور ان لوگوں (عیسائیوں اور یہودیوں) کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی۔ پھر ایک لمبی مدت ان پر گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور آج ان میں سے اکثر فاسق (اللہ کے باغی اور سخت گناہ گار) بنے ہوئے ہیں۔'' (سورۃ الحدید، آیت ۱۶)

مقدس الہامی کتاب کے یہ الفاظ سنتے ہوئے اسے لگا اس کا سخت دل اللہ کے خوف سے پگھل رہا ہے۔ اسے گناہوں سے بھری ہوئی اپنی زندگی کے واقعات ایک ایک کر کے یاد آنے لگے اور وہ اپنے انجام کا خیال کر کے تھر تھر کانپنے لگا۔

قرآن کی آیتیں وہ پہلے بھی سنا کرتا تھا، مسجدوں کے پاس سے گزرتے ہوئے امام کی آواز اس کے کانوں میں پڑتی تھی، اس کے پڑوسی تلاوت کرتے تھے تو وہ ان کی آوازیں سنتا تھا۔ لیکن آج سے پہلے نہ اس نے آیتوں کا مطلب سمجھنے کی کوشش کی تھی اور نہ انہیں غور سے سنا تھا، وہ اپنے گندے خیالوں میں مست رہتا تھا لیکن آج اس کے دل کی حالت کچھ اور ہی ہو رہی تھی۔ وہ محسوس کر رہا تھا کہ زندگی گزارنے کا جو طریقہ اس نے اختیار کر رکھا ہے وہ ٹھیک نہیں ہے۔ اسے یاد آ رہا تھا کہ اس سے پہلے کتنے ہی لوگ اس دنیا میں آباد تھے، ان میں طاقتور بھی تھے کمزور بھی، امیر بھی

تھے غریب بھی، وہ ایک ایک کر کے دنیا سے چلے گئے۔ سب کا انجام موت ہے، میں بھی ایک دن مر جاؤں گا اور لوگوں کو لوٹ کر جو کچھ اکٹھا کر رہا ہوں اس میں سے اپنے ساتھ کچھ بھی نہ لے جاسکوں گا۔ البتہ میرے اعمال میرے ساتھ ضرور جائیں گے اور چونکہ یہ بہت برے ہیں اس لئے میرے ساتھ سلوک بھی برا ہوگا۔

وہ مسلمان ماں باپ کے گھر پیدا ہوا تھا اور شروع زندگی میں یہ بات اسے اچھی طرح سمجھائی گئی تھی کہ جو بھی اس دنیا میں آتا ہے اسے ایک دن موت آتی ہے اور مرنے کے بعد اللہ اس سے پوچھے گا کہ اس نے دنیا میں کتنے اچھے کام کئے اور کتنے برے، اور انہی کے مطابق اسے انعام یا سزا دی جائے گی۔ اس عمر میں تو وہ ان باتوں کو ایک کان سے سنتا تھا اور دوسرے سے نکال دیتا تھا لیکن اس وقت اس کے دل کی حالت کچھ اس طرح بدلی کہ مدتوں پہلے سنا ہوا ایک ایک لفظ روشن چراغوں کی طرح سامنے آتا چلا گیا۔

اسے یہ بھی یاد آیا کہ اگر کوئی بڑے سے بڑا گناہ گار بھی توبہ کرے یعنی پکا ارادہ کر کے اللہ سے معافی مانگ لے کہ آئندہ کوئی گناہ نہ کرے گا تو اللہ پاک اپنی خاص رحمت سے اسے معاف کر دیتا ہے۔

یہ سب باتیں سوچتے ہوئے اس نے تلاوت میں مصروف بزرگ کی طرف نظر اٹھائی، وہ پہلے کی طرح پوری توجہ سے قرآن پاک پڑھ رہے تھے۔ اسے لگا ان کے اوپر نور کی چادر تنی ہوئی ہے اور فرشتے اپنے پروں سے ہوا دے رہے ہیں، وہ بے اختیار پکار اٹھا:

''اے میرے رب! بے شک وہ وقت آ گیا ہے کہ میں سچے دل سے اپنے گناہوں کی معافی مانگوں اور وعدہ کروں کہ آئندہ بھولے سے بھی ایسا کوئی کام نہ کروں گا جو تجھے ناپسند ہے، میرے رب میں توبہ کرتا ہوں، تو میری توبہ قبول فرمالے۔''

مدہم آواز میں یہ کہہ کر وہ الٹے پاؤں گھر سے نکل آیا اور پھر واقعی وہ ایسا نیک اور شریف بن گیا کہ پاس پڑوس میں اس کی شرافت کے چرچے ہونے لگے۔ پھر اس کی پاکیزہ زندگی میں اور نکھار پیدا ہوا۔ خود اچھائی کے راستے پر چلتے ہوئے وہ دوسروں کو بھی اچھائیاں اختیار کرنے اور برائیوں سے بچنے کی تعلیم دینے لگا اور اللہ نے اس کی زبان میں ایسی تاثیر دے دی کہ جو اس کی

باتیں سنتا تھا نیک اور شریف بن جاتا تھا۔اس کی شہرت اس کی بستی سے نکل کر دور دور پھیل گئی اور وہ اپنے وقت کا ایسا دینی راہ نما بن گیا کہ غیر مسلم بھی اس کی عزت کرتے تھے۔اس کی کوشش سے ہزاروں کافروں اور مشرکوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ جو واقعہ آپ نے پڑھا وہ مشہور بزرگ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا ہے،ان سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ بدنصیبی سے اگر کوئی شخص کسی طرح کی برائی میں گرفتار ہوجائے تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے برباد نہیں ہوجاتا بلکہ اللہ نے گنجائش رکھی ہے کہ سچے دل سے توبہ کر کے پھر اچھا ہوجائے۔بے شک غلطی کرنا اچھی بات نہیں لیکن اس سے بھی بری بات اس پر جمے رہنا ہے۔عقلمندی یہ ہے کہ اگر کسی طرح کا گناہ ہوجائے تو فوراً توبہ کر لی جائے۔اللہ نے توبہ قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے،توبہ کرنے کے بعد انسان ایسا ہوجاتا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہ تھا۔

اقوالِ زرّیں

① جو طالب علمی کی حالت میں مرتا ہے وہ شہید ہوتا ہے۔

② برے لوگوں کی ہم نشینی سے تنہائی بہتر ہے اور تنہائی سے نیک لوگوں کی صحبت۔

③ جو شخص اپنا راز پوشیدہ رکھتا ہے گویا اپنی سلامتی کو اپنے قبضے میں رکھتا ہے۔

④ بخیل آدمی کی دولت اس وقت زمین سے نکلتی ہے جب وہ خود زمین میں چلا جاتا ہے۔

⑤ ایک پھول کو پروان چڑھانے کے لئے ہزاروں کانٹوں کی بھی پرورش کرنی پڑتی ہے۔

⑥ جو مصیبت کا بوجھ اٹھائے وہی کامیاب زندگی کا مالک ہے۔

⑦ عقلمند اپنے آپ کو پست کر کے بلندی حاصل کرتا ہے جیسا کہ نادان اپنے آپ کو بڑھا کر بلندی کا حاصل کرنے کا خواہش مند ہوتا ہے۔

⑧ انسان کی بے غرض خدمت کرنا انسانیت کی معراج ہے۔

⑨ علم خواہ کتنا ہی زیادہ حاصل ہوجائے ہمیشہ اس کو تھوڑا خیال کرو۔

⑩ اللہ کے نزدیک بہترین وہ ہے جو اپنے دوست کا خیر خواہ ہے۔

سدا مسکراتے رہو

❀ بوڑھا: (زید سے): بیٹا! بس ڈاک خانے پر پہنچے تو مجھے بتا دینا۔

زید: ضرور ضرور، آپ مجھے دیکھتے رہیں۔ جہاں میں بس سے اتروں گا، آپ اس سے ایک اسٹاپ پہلے اتر جائیے گا۔

❀ ایک صاحب نے گھر پر فون کیا۔ اتفاق سے ریسیوران کی نوکرانی نے اٹھایا۔ انہوں نے پیغام دیا: تیل بھیج رہا ہوں لے لو۔

نوکرانی نے ریسور فوراً بالٹی میں لگا دیا۔ بیگم نے دیکھا تو پوچھا: کیا کر رہی ہو؟

نوکرانی نے جواب دیا: بی بی! صاحب تیل بھیج رہے ہیں وہ لے رہی ہوں۔

❀ ایک آدمی نے ہوٹل سے کھانا کھایا اور بل دینے سے انکار کر دیا۔ ہوٹل کے مالک نے جی بھر کر اس کی پٹائی کی اور دھکے دے کر ہوٹل سے باہر نکال دیا۔ اتنے میں ہوٹل کا ایک بیرا آگے بڑھا اور اس نے بھی اس آدمی کو تین چار گھونسے جڑ دیئے۔

مالک نے بیرے کو غصے سے پوچھا: جب میں نے اسے اتنا پیٹ دیا تو تم نے کیوں مارا؟

بیرا تن کر بولا: جناب! آپ بل وصول کر رہے تھے، میں نے سوچا میں بھی ٹپ وصول کرلوں۔

❀ ایک آدمی ہر وقت سوچتا ہی رہتا تھا۔ اس کی بیوی کہنے لگی: تم سوچنے کے لئے ملازم رکھ لو۔

لہٰذا اس نے کام کے لئے ملازم رکھ لیا۔ ملازم نے پوچھا: ''مجھے کیا کام کرنا ہے؟''

وہ آدمی بولا: تمہیں سوچنا ہے۔

ملازم: میری تنخواہ کیا ہوگی؟

آدمی: پانچ ہزار روپے

ملازم: آپ کی تنخواہ کیا ہے؟

چار ہزار روپے۔ اس آدمی نے کہا۔

پھر آپ مجھے پانچ ہزار روپے کیسے دیں گے؟ ملازم نے پوچھا

یہی تو سوچنے کی بات ہے۔ آدمی نے جواب دیا۔

❁ چار افیمی بینک لوٹنے گئے۔ ایک نے کہا: یار! یہاں تو کوئی دیکھ لے گا، بینک کو جنگل میں لے چلتے ہیں۔ چنانچہ چاروں بینک کے چاروں کونوں پر گئے اور اٹھانے لگے۔ ایک سپاہی نے انہیں دیکھ لیا، اس نے جوتا اتار کر ان میں سے ایک کو مارنا شروع کر دیا۔ افیمی زور سے چلایا: یار! آہستہ سے اٹھاؤ، اوپر سے اینٹیں گر رہی ہیں۔

❁ باپ (بیٹے سے) دیکھو منے! آج جو مہمان آنے والے ہیں ان کی ناک کے متعلق سوال نہ کرنا۔

جب مہمان آیا تو منے نے حیران ہوتے ہوئے اپنے ابو سے کہا: آپ تو کہتے تھے ان کی ناک کے متعلق سوال نہ کرنا مگر ان کی تو ناک ہی نہیں۔

❁ ایک بس میں دو آدمی بیٹھے تھے۔ ان کا باہمی تعارف ہوا تو ایک نے کہا: ''جناب میں شاعر ہوں۔'' دوسرے نے دوسری طرف منہ کرتے ہوئے کہا: ''میں بہرا ہوں۔''

❁ ڈاکٹر: بی بی! یہ تھرما میٹر زبان کے نیچے رکھ لیں اور پانچ منٹ تک منہ بند رکھیں۔

شوہر ڈاکٹر سے بولا: ڈاکٹر صاحب! یہ آلہ کتنے کا ہے؟ میں اسے خریدنا چاہتا ہوں۔ اگر یہ پانچ منٹ کے بجائے پانچ دن تک یونہی منہ میں رکھا رہے تو کوئی حرج تو نہیں۔

❁ مالک ملازم سے: کل کوئی میری بیوی کے پرس سے دو ہزار روپے لے گیا۔

ملازم: نہیں صاحب پندرہ سو روپے تھے میں نے خود گنے تھے۔

مالک: پیسے کا مسئلہ نہیں ہے بس تم آدمی کو تلاش کرو۔

❁ ایک لڑکا ایک دفعہ کرکٹ کھیل کر آیا۔ باپ نے پوچھا کتنے رنز بنائے؟

لڑکا بولا: سنچری ہونے میں سو رنز باقی تھے آؤٹ ہو گیا۔

❁ ایک آدمی سردار سے یہاں سے کلفٹن کون سی بس جائے گی۔

سردار: بیس نمبر کی۔ ...... آدمی: اگر بیس نمبر نہ ملے تو۔

سردار: پھر دس دس کی دو بس پکڑ لینا۔

کیا آپ کے بچے نے اس سال حفظ قرآن کریم کی سعادت حاصل کی ہے؟
کیا آپ چاہتے ہیں کہ

آپ کا بچہ اپنے حفظ قرآن کی حفاظت کرتے ہوئے دینی ماحول میں میٹرک کرے؟

تو پھر تشریف لائیے

زیر نگرانی
حضرت مولانا مفتی
ثناء الرحمن صاحب

مدرسہ مفتاح العلوم

جہاں ترتیب دیا گیا ہے

پانچ سالہ میٹرک پروگرام

داخلے جاری ہیں

Class / جماعت	Duration / مدت	عمر کی حد
ابتدائیہ: پہلی تا پانچویں جماعت	ایک سال	10 تا 12 سال
متوسطہ اوّل: چھٹی، ساتویں کلاس	ایک سال	11 تا 14 سال
متوسطہ دوم: آٹھویں کلاس	ایک سال	13 تا 15 سال
عربی، انگلش بول چال کی خصوصی کلاسز		

شرائط داخلہ

- ★ طالب علم میں مطلوبہ درجہ کی استعداد ہو
- ★ حافظ قرآن ہو یا
- ★ ناظرہ قرآن کریم درست پڑھ سکتا ہو

تعلیمی اوقات

صبح 8 تا ظہر نماز

رابطہ
مدرسہ مفتاح العلوم
جامع اسلامیہ بطحہ ٹاؤن، بلاک N، نارتھ ناظم آباد بالمقابل کیفے پیالہ
0333-2173256

مدرسہ مفتاح العلوم

علوم نبویہ کی ترویج واشاعت واخلاقی تربیت کا مستند ادارہ

شعبہ حفظ میں داخلے جاری ہیں

خصوصیات



- ★ انداز قرأت اور منزل کی پختگی پر خصوصی توجہ
- ★ دینی تربیت پر خصوصی توجہ
- ★ روزمرہ کی مسنون دعاؤں اور نماز کی عملی مشق
- ★ حفظ کے ساتھ روزانہ ایک گھنٹہ پرائمری کی تعلیم
- ★ حفظ کے بعد پانچ سالہ میٹرک سسٹم
- ★ سی سی ٹی وی کیمروں کے ذریعہ تعلیمی نگرانی

تعلیمی اوقات

صبح 8 تا نماز عصر

داخلے کی عمر 6 سال
(برتھ سرٹیفکیٹ لازمی)

ٹرانسپورٹ کی سہولت

گلبرگ، طاہرولا، عائشہ منزل، نصیر آباد، واٹرپمپ، دستگیر وغیرہ

مدرسہ مفتاح العلوم

جامع اسلامیہ بطحہ ٹاؤن، بلاک N،
نارتھ ناظم آباد بالمقابل کیفے پیالہ
0333-2173256 - 0334-3595001

ماہنامہ

فلاحِ دارین

کراچی

کے قارئین کے لئے خوشخبری

الحمدللہ!

اب ماہنامہ ''فلاح دارین'' انٹرنیٹ پر بھی پڑھا جاسکے گا

① اس لنک پر پڑھئے:
https://archive.org/details/@falah-e-darain

② ماہنامہ ''فلاح دارین'' کے فیس بک آفیشل پیج ''falahedarain'' پر۔

③ 0334-3595001-0333-2173256 نمبروں پر اپنا واٹس ایپ نمبر Save کروا کر۔

ان شاء اللہ ہر مہینے کی 15 تاریخ تک رسالہ اپ لوڈ کر دیا جایا کرے گا۔

لیکن

یہ سہولت درحقیقت ان لوگوں کے لئے ہے جو ملک سے باہر ہیں یا ایسے علاقوں میں ہیں جہاں رسالہ ان تک دستی یا ڈاک کے ذریعے نہیں پہنچ پاتا ایسے حضرات تک رسالہ مندرجہ بالا کسی بھی طریقے سے پہنچا کر آپ بھی دعوت الی الخیر میں اپنے حصہ ملا سکتے ہیں۔

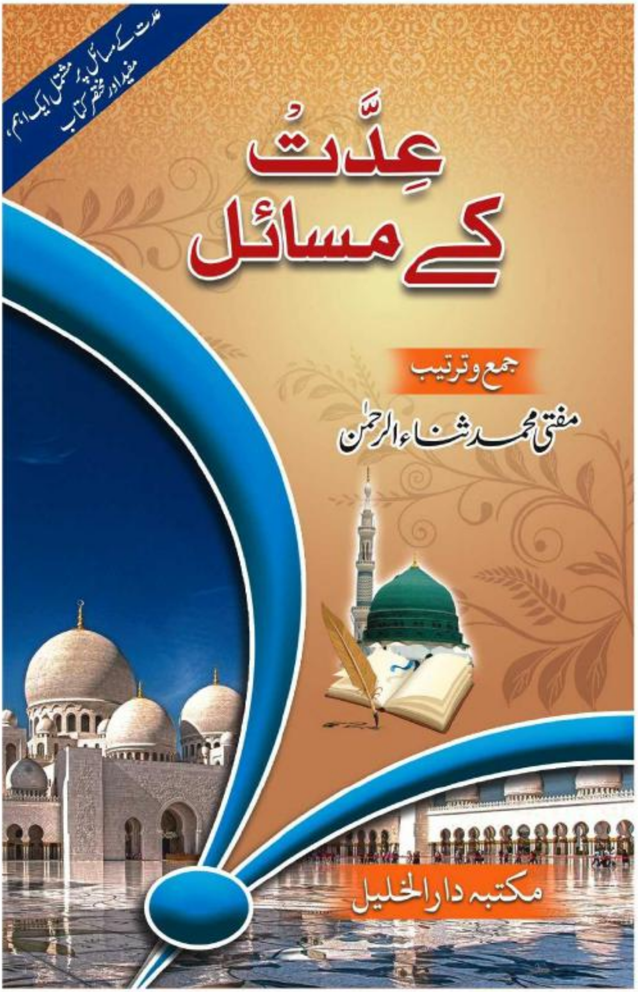
جو حضرات رسالہ خرید سکتے ہیں یا ڈاک کے ذریعے ان تک پہنچ سکتا ہے ان کو چاہئے کہ وہ رسالہ خود بھی خرید کر ہی پڑھیں اور دوسروں تک بھی پہنچائیں تا کہ رسالہ تیار کرنے، چھپوانے اور دیگر امور میں جو محنت اور اخراجات ہوتے ہیں وہ وصول بھی ہو سکیں اور آپ کا حصہ اس کارِ خیر میں بھی شامل ہو سکے۔

فی رسالہ -/30 روپے
سالانہ -/400 روپے

Monthly FALAH-E-DARAIN Karachi. Regd. # MC-1369

صدقہ جاریہ

کتاب کی فروخت سے اگر کوئی منافع ہوتو وہ تعلیم وتربیت کے لئے وقف ہے، اگر آپ حسبِ گنجائش کتابیں خرید کر مساجد، اور لائبریریوں وغیرہ میں صدقہ جاریہ کے طور پر وقف کردیں تو آپ کا بھی اس کارِ خیر میں حصہ شامل ہوجائے گا، جب تک کتاب رہے گی لوگوں کی پڑھنے کی دعوت دیتی رہے گی۔ہم دنیا میں نہیں ہوں گے۔لیکن یہ کتاب اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی ہمارے لیے صدقہ جاریہ ہوگی۔



قیمت صرف -/50 روپے